REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱ | شمارہ ۳۹

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وّ انتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۶ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ ہجری | ۲۴ تبوک ۱۳۷۱ ہش | ۲۴ ستمبر ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت، سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ٭

وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام

پنجاب کے موضع بھام اور گدلی میں مساجد کی تعمیرِ نو کا بابرکت آغاز

ہر دو مقامات کے غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے جذبۂ خیر سگالی کا اظہار

رپورٹ مرتبہ: نظامتِ وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

مضافاتِ قادیان میں موجود سینکڑوں ویران و خستہ حال مساجد میں سے حسبِ ارشاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سردست دس مساجد کی فوری تعمیر و مرمت کے بعد انہیں از سرِ نو آباد کر کے مستقل تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی مراکز قائم کئے جانے کی غرض سے ہندوستان کی خصوصی جماعتوں کے مخصوص افراد سے مالی تعاون کی درخواست کی گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں ماہ جون ۱۹۹۲ء تک بفضلہٖ تعالیٰ اس مد میں تقریباً سوا دو لاکھ روپے کے وعدہ جات اور نوے ہزار روپے سے زائد نقد وصولی ہو چکی ہے۔ ماہ مئی کے اختتام تک کے وعدہ جات اور وصولی کی پوزیشن ملاحظہ فرمانے کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر کی رپورٹ پر ازراہِ شفقت اپنے دستِ مبارک سے یہ دعائیہ کلمات رقم فرمائے ہیں:

"الحمد للہ، ما شاء اللہ، اللّٰھم زد و بارک، جزاکم اللہ۔" (دستخط حضور انور)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد زیر ریزولیوشن نمبر ۸-خ مجلس وقفِ جدید میں ریکارڈ کیا جا چکا ہے۔ (۱۸-۶-۹۲) اور اس کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر توکل کرتے ہوئے فی الحال موضع گدلی (ضلع امرتسر) اور موضع بھام (ضلع گورداسپور) ہر دو مقامات پر نئی مساجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ مورخہ ۱۰-۷-۹۲ کو موضع بھام اور مورخہ ۱۷-۷-۹۲ کو موضع گدلی کی مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ ہر دو مقامات کی تقاریب کی مختصر رپورٹ قارئینِ بدر کے ازدیادِ علم و ایمان کے لئے درج ذیل ہے۔

تقریبِ سنگِ بنیاد مسجد احمدیہ بھام

قادیان سے جانب مشرق تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک بڑا گاؤں ہے تقسیم ملک سے قبل یہ ایک ذیل تھی۔ اور جہاں کے ذیلدار آنریری مجسٹریٹ کا درجہ رکھتے تھے۔ تب گاؤں کی ایک تہائی آبادی مسلم اور باقی دو تہائی غیر مسلم گھرانوں پر مشتمل تھی۔ آزادی ملنے پر یہاں کی بیشتر مسلم آبادی ترکِ وطن کر کے پاکستان چلی گئی۔ صرف دو بھائی مہنگا صاحب اور اللہ بخش صاحب بھام میں ہی رہ پڑے۔ یہ دونوں کنگش دوز برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اب ان ہی دونوں بھائیوں کے خاندان کے مرد و زن اور بچوں کی تعداد ساٹھ ہو چکی ہے۔ ابتدا میں مکرم اللہ بخش صاحب اور مہنگا صاحب کا تعلق جماعت احمدیہ سے نہیں تھا تقسیم ملک کے بعد یہ لوگ عیدین پر قادیان آ جایا کرتے تھے۔ اور عام حالات میں اپنے کاموں میں مصروف رہتے۔ آہستہ آہستہ جلسہ سالانہ پر بھی آنے لگے اور اس طرح ان کا جماعت سے تعلق کچھ مضبوط ہوا۔

۱۹۸۳ء میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر مضافاتِ قادیان میں تبلیغ کا کام شروع ہوا تو سب سے پہلے بھام کے یہ دونوں خاندان بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح تقسیم ملک کے بعد مضافاتِ قادیان میں پہلی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں ایک مسجد موجود تھی جو ان افراد کی لاپرواہی سے ویران پڑی چلی آ رہی تھی۔ اس مسجد کے ساتھ قریباً ایک کنال زمین سفید بھی تھی جس میں اڑوس پڑوس کے گھروں نے کوڑا کرکٹ پھینک رکھا تھا۔ اس صورتِ حال کی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا گیا اور قادیان میں بھام کے سرکردہ افراد کو دعوت پر بلا کر ان سے بات کی گئی۔ ان لوگوں نے آمادگی کا اظہار کیا کہ جو افراد مسجد کے احاطہ میں جانور باندھتے ہیں اُن کو منع کر دیا جائے گا۔ اور جو افراد اس احاطہ میں روڑیاں لگائے ہوئے ہیں ان سے اٹھوا دی جائیں گی۔

چند روز بعد قادیان سے ایک وفد بھی روانہ کیا گیا جس سے گفت و شنید کے بعد ان لوگوں نے حسبِ وعدہ مسجد کی جگہ سے جانور اور روڑیاں ہٹا لیں اور چند روز بعد قادیان کے خدام نے مقامی نو احمدی افراد کو ساتھ لے کر بذریعہ وقارِ عمل مسجد اور اس کے صحن کو صاف کیا۔ اور نمازِ جمعہ ادا کر کے مسجد کو پھر سے آباد کر دیا۔ تب سے وہاں قادیان سے وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی دوست جا کر نمازِ جمعہ پڑھا آتے رہے ہیں ـــــ!

مسجد کا کمرہ نہایت بوسیدہ، فرش ٹوٹے ہوئے، چھتیں گرنے پر آمادہ، صحن کی دیوار ندارد برآمدہ کی چھت ٹوٹی ہوئی۔ جب کوئی نگہبان نہ ہوتا تو آوارہ جانور وہاں آ بیٹھتے۔ اور گندگی بھی کر جاتے۔ اس صورتِ حالی کی اصلاح کے لئے ضروری تھا کہ مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی جائے اور مسجد کے صحن کی دیوار بھی بنا کر ایک کمرہ معلم کے لئے تعمیر کیا جائے۔ لہٰذا اس غرض سے دفتر کی طرف سے بھام کی پنچایت سے رجوع کیا گیا۔ موضع بھام کے سرپنچ سردار کندن سنگھ صاحب نے پورا تعاون دینے کا وعدہ کیا کہ آپ مسجد کی از سرِ نو تعمیر کریں تو ہم لوگ اس کارِ خیر میں چندہ بھی دیں گے اور تعاون بھی کریں گے۔ مسجد کی زمین کی نشاندہی کرنا ضروری تھا۔ اس غرض سے مورخہ ۲۹-۶-۹۲ کو مکرم حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم۔ مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب۔ مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل سابق نائب وقفِ جدید۔ مکرم عبد الحق صاحب معلم اور خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقفِ جدید، موضع بھام گئے۔ اور مندرجہ ذیل معززین کی موجودگی میں مسجد و ملحقہ سفید زمین کی نشاندہی عمل میں آئی۔

۱۔ سردار کندن سنگھ صاحب سرپنچ۔ ۲۔ سردار سنتوکھ سنگھ صاحب سابق سرپنچ۔ ۳۔ سردار سریندر سنگھ صاحب ممبر پنچایت۔ ۴۔ سردار ہزارہ سنگھ صاحب ممبر پنچایت۔ ۵۔ سردار بوٹا سنگھ صاحب ممبر پنچایت۔ ۶۔ سردار درشن سنگھ صاحب نمبردار۔ ۷۔ سردار جسپال سنگھ صاحب سرکردہ زمیندار۔ ۸۔ سردار مکھن سنگھ صاحب سرکردہ زمیندار۔ ۹۔ سردار دلیپ سنگھ صاحب زمیندار۔

مسجد کی زمین کی نشاندہی عمل میں آ جانے پر مزدور لگا کر بنیادیں کھودنا شروع کر دی گئیں۔ پرانی مسجد کو گرانے کے کام میں مقامی احمدیوں نے بھی بطور وقارِ عمل حصہ لیا۔ اور اس طرح چار دیواری کی بنیاد کی کھدائی مکمل ہو جانے پر مورخہ ۱۵-۷-۹۲ بروز بدھ مسجد احمدیہ بھام کی تعمیرِ نو کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب عمل میں آئی۔

قادیان سے بذریعہ مزدا وین خدام کی ایک خاصی تعداد اس موقع پر وہاں پہنچی۔ احمدیہ شفاخانہ کی ایمبولنس وین میں بھی مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب کے ہمراہ ہر سہ مرکزی انجمنوں کے بعض ممبران، افسرانِ صیغہ جات، نائب ناظران اور چند بزرگان موضع بھام پہنچے۔ نیز محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ بھی

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر)

منیر احمد افضل آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان ٭

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۴ تبوک ۱۳۷۱ ہش

صُوبہ بہار کی بگڑتی ہوئی حالت!

گزشتہ ماہ راقم الحروف کو بہار کے سفر کا اتفاق ہُوا۔ لوگوں سے ملنے، اخبارات کے پڑھنے اور ذاتی طور پر جائزہ لینے سے یہ بات کھُل کر سامنے آئی کہ صُوبہ بہار ہندوستان کے تمام صُوبوں سے ترقی کے میدان میں بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ نہ تو تسلّی بخش بجلی ہے نہ پانی اور نہ ہی ہر گاؤں تک پکی سڑکوں کا انتظام۔ اکثر دیہات پرائمری سکولوں سے بھی محروم ہیں۔ صفائی کا انتظام اس قدر ناقص ہے کہ ضلع کے صدر مقامات میں بھی اکثر محلّے صفائی کی دولت سے محروم ہیں۔ گندگی کے ڈھیر چاروں طرف لگے ہیں جنہیں اُٹھانے والا کوئی نہیں۔ یہی نتیجہ ہے کہ صُوبہ کی راجدھانی پٹنہ میں صفائی کے نہ ہونے اور سُؤروں کے گندگی پھیلانے کے باعث ایسے خطرناک دماغی بخار کی وبا پھیلی جس سے آن کی آن میں بیسیوں معصوم شہری موت کی آغوش میں چلے گئے۔ سینکڑوں شہر کے ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار تھے جہاں انہیں علاج کی خاطر خواہ سہولیات میسّر نہ تھیں۔

بھاگلپور اور مونگھیر میں خاص طور پر یہ بات میرے مشاہدہ میں آئی کہ بجلی دن اور رات کے اکثر حصوں میں غائب رہتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہاں بجلی کن کن اوقات میں جاتی ہے۔ جواب ملا کہ عید کے چاند کی طرح انتظار کرتے ہیں۔ دن اور رات میں کُل ملا کر دو چار گھنٹے سے زیادہ بجلی کی سپلائی نہیں ہے۔ مونگھیر میں ایک گھر نے بتایا کہ ہم ہفتہ بھر کا پینے کا پانی اکٹھا رکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ ایک بار پانی آنے کے بعد عموماً ہفتہ بھر تک دوبارہ نہیں آتا۔

بہار میں ان دنوں دھان بویا جا رہا ہے۔ لیکن بعض اضلاع میں پانی کی کمی کے باعث صرف ۲۰ فی صد ہی بویا جا سکا ہے۔ بارش بھی اگست کے مہینہ میں کم ہی ہوتی ہے۔ اور نہ ہی ٹیوب ویلوں کا ایسا انتظام ہے کہ بارش کے پانی کی کمی کو کسی قدر پُورا کیا جا سکے۔ ۸۰ فیصد کھیت خالی پڑے ہیں اور سُوکھے کا شکار ہیں۔ یہ حالت خاص طور پر مونگھیر، بانکا، جوئی اور بھاگلپور ضلعوں کی ہے۔ بجلی کی تسلّی بخش سپلائی نہ ہونے کے باعث جہاں کاشتکاری کا بُرا حال ہے وہاں صُوبہ کے کئی کارخانے بند پڑے ہیں جن کی وجہ سے بے روزگاری کا مسئلہ تشویشناک حد تک آگے بڑھ چکا ہے۔

کسانوں اور مزدوروں کی بے کاری کے باعث امن و امان کی صورتِ حال بھی بہت خطرے میں ہے۔ دن دہاڑے لُوٹ مار، چوریاں، قتل، یہاں تک کہ چلتی ٹرینوں سے مسافروں کو لُوٹ لینے کی وارداتیں عام ہیں۔ اغواء کا سلسلہ زوروں پر ہے۔ اغواء کار آزاد کرنے کے بدلے میں ہزاروں رُوپے وصول کر کے بھی بعض دفعہ جان سے مار ڈالتے ہیں۔ پولیس نہایت بے بس حالت میں ہے۔

ادھر کاروباری لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ملاوٹ کا دھندہ زوروں پر ہے۔ یو۔پی اور بہار کے کئی شہروں سے شائع ہونے والے اخبار "آج" کے مطابق کھانے والی اشیاء میں ملاوٹ کے پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ چکے ہیں۔ اخبار لکھتا ہے:۔

"مصالحے، خوردنی تیل، کالی مرچ، چائے پتی، ڈالڈا، دال وغیرہ میں ملاوٹ کی جاتی ہے۔ مٹھائی کی دُکانوں میں بھی کثیر پیمانے پر ملاوٹی چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہوٹلوں میں بنائی جانے والی سبزی، دال، چٹنی، جلیبی میں زہریلے رنگوں کا استعمال ہوتا ہے۔ چائے میں پوست کے دانے اور سکرین کا استعمال ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے لگاتار استعمال سے کینسر اور ٹی۔بی جیسی مہلک بیماریاں ہو جاتی ہیں۔" (اخبار "آج" ۲۲ راگست ۱۹۹۲ء)

خلاصہ یہ کہ صُوبہ بہار ملک کے باقی تمام صوبوں کی نسبت دن بدن بچھڑتا جا رہا ہے۔ فی کس آمد کے لحاظ سے بہار ملک کے پچیس (۲۵) صوبوں میں سب سے پیچھے ہے۔ سرکاری ریکارڈ کے مطابق بہار میں فی کس آمد صرف آٹھ صد ستر روپے ہے جبکہ اس میں صُوبہ کے بڑے بڑے صنعت کاروں اور لالوں کی آمد بھی شامل ہے۔ اگر اُن کی آمد الگ کر دی جائے تو بہار کے غریب آدمی کی فی کس آمد نہایت قابلِ رحم حالت تک گر جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ۵۶ تا ۷۵ فیصد آبادی غریبی کی لائن سے نیچے کی زندگی گزار رہی ہے۔ ان غریب خاندانوں میں عورتوں کی حالت بالخصوص قابلِ رحم ہے۔ ہندو دھرم میں زمانۂ قدیم سے بیہودہ جیسی رسوم نے عورتوں کو ویسے بھی کچل رکھا ہے۔ اور پھر ان رسُوم کے ساتھ ساتھ غریبی کی مار نے عورتوں کو نہایت قابلِ رحم حالت میں پہنچا دیا ہے۔ یہ عورتیں جو عام صحت کے اعتبار سے نہایت ناقص زندگی گزار رہی ہوتی ہیں، دن رات اپنے خاندان کی فلاح و بہبود پر صرف کرتی ہیں۔ ان کی سُوکھی ہوئی اور جُھرّیاں پڑی ہوئی معصوم شکلوں کو قوم کے راہنماؤں سے کئی شکایتیں ہیں۔ جب جسم میں خون ہی نہیں تو خشک پستانوں سے اپنے نونہالوں کو کیسے دُودھ پلائیں۔ جب پیٹ بھر کر روٹی نہیں تو اپنے خاوند، اُس کے گھر بار اور کھیتی باڑی کو کیسے سنبھالیں۔

اگر بہار کی ایسی ہی حالت رہی تو نہ صرف یہ کہ وہ اکیسویں صدی میں نہایت قابلِ رحم حالت میں داخل ہوگا بلکہ مستقبلِ قریب میں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس صُوبہ میں بغاوت پھیل جائے جس کے آثار قریب قریب ظاہر ہو چکے ہیں۔ لہٰذا قوم کے راہنماؤں، سیاسی لیڈروں اور حکومت سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ بعد میں کفِ افسوس ملنے سے بہتر ہے کہ آج ہی اس غریب صُوبہ کی طرف خُصوصی دھیان دیں ——!

(مُنیر احمد خادم)

منقولات

جنرل ضیا اور ساتھی ہیروئن کی تجارت سے 20000 کروڑ روپے سالانہ کماتے تھے

امریکہ افغان جنگ کی وجہ سے اسے نظر انداز کرتا رہا

نئی دہلی ۲۳۔ اگست (یو این آئی) پاکستان کے بری فوج کے سابق چیف اور مُلک کے صدر جنرل ضیاء الحق اور ان کے قریبی ساتھیوں نے ہیروئن کی ناجائز تجارت میں اربوں روپے بنائے تھے۔ یہ انکشاف امریکہ میں نشہ آور دوائیوں کی ناجائز تجارت بارے شائع شدہ ایک تازہ ترین کتاب میں کیا گیا ہے "کتاب نشہ آور دوائیوں کی جنگ" جان مرتھل نے لکھی ہے۔ اس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جنرل ضیاء کے اس کام میں قریبی ساتھیوں میں ایک چیف منسٹر، ان کا ذاتی پائلٹ، ان کا ذاتی بینکر اور ان کی لڑکی کا ڈاکٹر شامل تھے۔ جنرل ضیا ان کے ہمراہ سالانہ 20 ہزار کروڑ روپے (دو کھرب روپے) سے زیادہ کماتے تھے۔

ہیروئن افغانستان کے نواحی سرحدی علاقوں سے حاصل کر کے ٹرکوں پر کراچی لائی جاتی تھی۔ وہاں سے یہ یورپ اور امریکہ کو بھیجی جاتی تھی۔ افغانستان سے جو افیون لائی جاتی وہ پاکستان کے قبائل علاقوں میں ہیروئن میں بدلی جاتی تھی۔ لیکن حکومتِ امریکہ اس کاروبار میں جنرل ضیا کی شمولیت کو نظر انداز کرتی رہی۔ کیونکہ افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف امریکہ کی جنگ میں ان کی ضرورت تھی۔ امریکی پروٹسٹوں کے بعد پہلی بار 1984 میں ہیروئن کے چند سمگلر گرفتار کئے گئے تھے۔ بعد میں انہیں چپکے سے رہا کر دیا گیا۔ جان مرتھل نے لکھا ہے کہ جب سوویت یونین نے کہا کہ وہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے گی تبھی امریکہ نے نشہ آور دوائیوں کی تجارت میں پاکستان کے ہاتھ کا نوٹس لینا شروع کیا۔ اب امریکی اخبارات نے پاکستان میں ہیروئن کے کاروبار کی کہانیاں شائع کرنی شروع کیں۔ جنرل ضیا کی اگست 1988 میں ہوائی حادثہ میں موت کے بعد امریکی اخبارات نے اس بیوپار میں ان کی شمولیت بارے انکشافات کئے۔ جب اس برس دسمبر میں بیگم بے نظیر بھٹو برسرِ اقتدار آئیں تو انہوں نے نشہ آور دوائیوں کی سمگلنگ کرنے والوں کے خلاف کارروائی شروع کی اور اگر ان کی والدہ بیگم نصرت بھٹو پر اعتبار کیا جائے تو بے نظیر بھٹو کی حکومت اسی وجہ سے گری۔ مرتھل نے لکھا ہے کہ پوست کے سب سے زیادہ کھیت ایک شخص نسیم اکھنڈ زادہ کے تھے۔ جن پر قبضہ رکھنے کے لئے اسے مختلف افغان گروپوں کے ساتھ تقریباً دو برس لڑنا پڑا۔ اور آخر اُسے ہلاک کر دیا گیا۔ مگر اپنی موت سے پہلے وہ اسلام آباد میں امریکی سفیر اوکلے سے ملا تھا۔ اور اپنا نشہ آور دوائیوں کا کاروبار سمیٹنے کے لئے کروڑوں ڈالر کا مطالبہ کیا تھا۔ حکومتِ امریکہ نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ نشہ آور دوائیوں کی سمگلنگ بارے ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ ہیروئن سمگلر مغربی ایشیا سے سونا خریدا کرتے تھے۔ (روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۲۴ راگست ۱۹۹۲ء)

پاکستان میں دوبارہ مارشل لا لاگو کئے جانے کا اندیشہ

بے نظیر اور ولی خان نے اس خطرہ کو ٹالنے کیلئے کئی سجھاؤ دیئے

چنڈی گڑھ 21 اگست (این ایس پروانہ) پاکستان کی ریاست ان دنوں نئی کروٹیں لے رہی ہے۔ اور سیاسی لیڈر محسوس کر رہے ہیں کہ ملک میں نئے سرے سے مارشل لا لاگو کیا جا سکتا ہے۔ اس خطرے کو ٹالنے کے لئے پیپلز پارٹی کی لیڈر بیگم بے نظیر بھٹو اور عوامی نیشنل پارٹی کے لیڈر خان عبدالولی خان نے کئی طرح کے سجھاؤ اور جوابی سجھاؤ پیش کئے ہیں۔ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پاکستان کو اسلامی نہیں بلکہ فراخدل سٹیٹ قرار دیا جائے تاکہ تمام مذاہب کے لوگ بغیر کسی تفرقے کے اس کے باشندے کہلا سکیں۔ لیکن جماعت علما پاکستان کے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی نے اس خیال کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوری دیش ہے جو اسلام کے وجود کو زندہ رکھنے کے لئے قائم کیا گیا۔

پاکستان ٹائمز کے مطابق مولانا نورانی نے لاہور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں خطرہ کی گھنٹی بج رہی ہے مارشل لا آیا کہ آیا۔ لوگ میاں نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ دیکھنا چاہتے ہیں جو لوگ حکومت کے جانے کی باتیں کر رہے ہیں اسے آوازِ خلق نقارہ خدا سمجھنا چاہیئے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ وہ ہمیشہ عورت کی حکمرانی کے مخالف رہے ہیں۔ مذہبی معاملات کے انچارج وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی (باقی دیکھئے صفحہ ۱۳ پر)

خطبہ جمعہ

نظام جلسہ سالانہ نے ہمارے اخلاق پر بہت عمدہ اور گہرا اثر مترتب فرمایا ہے اسکا یہ نتیجہ ہے کہ دور دور کے مہمانوں سے بھی اجنبیت نہیں رہی :-

جلسہ سالانہ میں مہمانوں کو گھر ٹھہرا کر جو روحانی لذتیں میزبانوں کو ملتی ہیں ان کی یاد اگلے جلسہ تک چھلکتی رہتی ہے

بلاشبہ پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مہمان نوازی میں جماعت احمدیہ سے بڑھ کر کوئی تجربہ کار قوم نہیں ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ سے قبل مہمانوں اور میزبانوں کو ایمان افروز قیمتی نصائح

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ ر وفا (جولائی) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

جلسہ کے دن جوں جوں قریب آرہے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان

بھی دنیا کے مختلف ممالک سے یہاں جمع ہو رہے ہیں اور کچھ دنوں سے ایسی ایسی صورتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے دکھائی دے رہی ہیں جن کو دیکھے ہوئے مدتیں گزر گئی تھیں۔ سادہ غریب لوگ جن کے ذہن میں بھی کبھی انگلستان آنے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ غالب نے تو تکلفاً کہا ہے کہ ؎

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا یعنی
ہوس سیر و تماشہ سو وہ کم ہے ہم کو

لیکن یہاں یقیناً بلاشبہ یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن مہمانوں پر صادق آتا ہے جن کو پنجاب میں رہتے ہوئے بھی لاہور دیکھنے کا شوق نہیں تھا اور سندھ میں رہتے ہوئے بھی کراچی دیکھنے کا شوق نہیں تھا اپنے گرد کے قصبوں میں بھی ضرورت پر جایا کرتے تھے تو ہوس سیر و تماشہ تو کوئی نہیں اس لئے ان مہمانوں کی بھاری تعداد ایسی ہے جو محض للہ بہت صعوبتیں اُٹھا کر، بہت خرچ کر کے بلکہ بہت سی صورتوں میں توفیق سے بڑھ کر اور آئندہ سالوں کی آمدن پر انحصار کرتے ہوئے قرضے لے کر بھی یہاں پہنچے ہیں یا پہنچ رہے ہیں اور پہنچیں گے۔ ان سب مہمانوں کی عزت افزائی اسی طرح ہونی چاہئیے جیسے خدا کے مہمانوں کی عزت افزائی کا حق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان آپ کے ذاتی مہمان تو نہیں ہیں اللہ ہی کے مہمان ہیں اللہ ہی کی خاطر اُن کے مہمان بنتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بارہا یہ خبر دی تھی کہ بہت دُور سے کثرت کے ساتھ لوگ تیرے پاس آئیں گے۔

ان پیشگوئیوں میں جو عطا فرمائی گئیں عجیب بات یہ ہے کہ قادیان آنے کا ذکر نہیں ملتا بلکہ "تیرے پاس" آنے کا ذکر ملتا ہے۔ میں نے جب اس مضمون پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ خلیفۂ وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آپ کا نمائندہ ہے اس لئے وہ ربوہ میں ہو یا کسی اور شہر میں مہمانوں کے رُخ اُسی کی طرف پھر جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام بڑی شان کے ساتھ بار بار اسی طرح پورا ہوتا ہے۔

لنڈن کے لوگوں پر مہمانی کا سب سے زیادہ بوجھ پڑتا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ لنڈن کے لوگ اس بوجھ کو پھولوں کی طرح ہلکا سمجھتے ہوئے بڑی محبت اور اخلاص کے ساتھ خدمات بجا لاتے ہیں اور ایسے بھی گھر ہیں جہاں چار پانچ کی بجائے چالیس پچاس افراد اُن چھوٹے چھوٹے گھروں میں بسیرا کر لیتے ہیں اور ربوہ اور قادیان کی وہ پُرانی یادیں آجاتی ہیں کہ وہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان اسی طرح بعض گھروں میں اس طرح سمٹ جایا کرتے تھے کہ یقین نہیں آیا کرتا تھا کہ اس چھوٹے سے گھر میں اتنے احباب بھی اکٹھے ہو سکتے ہیں لیکن جیسا کہ قرآنی تعلیم ہے دونوں طرف کے حقوق ہوا کرتے ہیں مہمانوں کے بھی حقوق ہیں اور میزبانوں کے بھی حقوق ہیں اور جلسے سے پہلے جمعہ پر یہ ہمیشہ سے دستور ہے کہ مہمانوں کو مہمانوں کے فرائض اور ان کے میزبانوں کو اُن سے مہمانوں کے حقوق بتائے جائیں۔ اسی طرح مہمانوں کو میزبانوں کے حقوق اور میزبانوں کو اُن کے فرائض بتائے جائیں۔

وہ فرائض جو میزبانوں سے تعلق رکھتے ہیں

وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کے خون میں رچ بس چکے ہیں۔ اس کثرت سے جماعت میں مہمان نوازی کی عادت ہے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسی قوم ہو جہاں اس کثرت کے ساتھ مہمان آتے ہوں اور مہمانوں کو محبت کے ساتھ اور شوق کے ساتھ قبول کیا جاتا ہو اور اس کی بڑی وجہ جلسہ سالانہ کی انسٹی ٹیوشن (INSTITUTION) ہے یعنی نظام جلسہ سالانہ نے ہمارے اخلاق پر بہت عمدہ اور گہرا اثر مترتب فرمایا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دور دور کے مہمانوں سے بھی اجنبیت نہیں رہی اور یہ روزمرہ کی زندگی کا حصہ بن چکے ہیں بلکہ جلسہ سالانہ میں مہمانوں کو گھر ٹھہرا کر جو روحانی لذتیں میزبانوں کو ملتی ہیں ان کی یاد اگلے جلسہ تک چھلکتی رہتی ہے کہ کب پھر وہ دن آئیں اور پھر ہمیں میزبانی کی توفیق عطا ہو اور دوران سال بھی اس کے نیک اثر اُن کے جذبۂ مہمان نوازی کو بڑھا کر فزوں تر کر کے اُن کے روزمرہ کے اخلاق پر اچھا اثر ڈالتے رہتے ہیں۔ پس اس پہلو سے جب بھی دنیا کی قوموں پر نظر ڈالتا ہوں تو بلاشبہ پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مہمان نوازی میں جماعت احمدیہ سے بڑھ کر کوئی تجربہ کار قوم نہیں ہے۔ مہمان نواز تو بہت ہیں عربوں میں بڑی مہمان نوازی ہے اور اسی طرح بعض دوسری قوموں میں بھی بہت مہمان نوازی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ احمدی باقیوں سے بڑھ کر مہمان نواز ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جتنی مہمان نوازی کا تجربہ احمدیوں کو ہوتا ہے دنیا کے پردے پر کسی اور قوم کو ایسا تجربہ نہیں کیونکہ جب ایک دوسرے کے شہروں میں سیر کے لئے بھی جائیں تو بسا اوقات احمدی گھروں میں جگہ ڈھونڈی جاتی ہے اور احمدی گھر بھی بڑے شوق سے وہ جگہیں سیاحوں کو پیش کرتے ہیں تو اس لئے چونکہ یہ تجربے بہت کثرت کے ساتھ ہو رہے ہیں اور ان کا اخلاق پر بہت اچھا اثر بھی پڑ رہا ہے اور بُرا بھی پڑ سکتا ہے اور آئندہ نسلوں کے لئے، آئندہ زمانوں کے لئے اسی طرح اخلاق پر اثرات جاری ہو سکتے ہیں پس اس پہلو سے چند نصائح

ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ آپ ان پر پوری توجہ فرمائیں گے اور جیسا کہ پہلے ہی آپ کا مزاج مہمان نوازی کا مزاج ہے اور اُسوۂ انبیاء کے تابع ہے ان نصائح کے بعد آپ کو ان فرائض کو اور بھی حُسنِ خلق کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے چند واقعات

خالد ماہ نومبر ۱۹۹۱ء میں چھپے تھے وہیں سے یہ واقعات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کے بعد کسی اور نصیحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام بیت مبارک (مسجد مبارک) کے ساتھ والے حجرہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید لالہ ملاوامل نے دستک دی میں اُٹھ کر دروازہ کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے پہلے جا کر دروازہ کا کنڈہ کھول دیا اور پھر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے"۔

یہاں واقعہ تو بہت چھوٹا سا ہے لیکن ایک ایسا سبق ہے جو ہماری ساری مہمان نوازیوں کو الٰہی رنگ دے سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرما سکتے تھے کہ مہمان کی تکریم ہونی چاہیئے اور میں اس غرض سے اُٹھا ہوں اس صورت میں مہمان نوازی کا سارا سہرا مہمان نواز کے سر باندھا جاتا بات وہاں رُک جاتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے تک رکھنے کی بجائے اپنے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف روانہ کر دیا گویا خود قبلہ نہ بنے بلکہ قبلہ نما ہو گئے اور بہت بڑی نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم اس خیال سے حُسنِ خلق کا مظاہرہ کرتے ہو کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا یا ایسا کیا کرتے تھے تو حُسنِ خلق میں مزید ایک حُسن پیدا ہو جائے گا جسے قرآنی اصطلاح میں نورٌ علیٰ نور کہہ سکتے ہیں ایک حُسن تو وہ ہے جو آپ کی فطرت سے پھوٹا ہے آپ کی فطرت کا حصہ ہے اس میں کسی تصنع کسی بناوٹ کا دخل نہیں اور ایک وہ حسن ہے جو آسمان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہوا جس کا ذکر قرآن کریم نے نورٌ علیٰ نور کہہ کر فرمایا اگر اس نور سے ہم حصہ پائیں اور اپنے فطری نور کو اور زیادہ صیقل کریں تو اس صورت میں یہ مہمان نوازی مہمان نوازی ہی نہیں رہتی بلکہ عبادت بن جاتی ہے مہمان کی ضرورت کا خیال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر رہتا تھا اور اس باریکی سے آپ خیال فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی مہمان روانہ ہونے لگے تو اندازہ لگایا کرتے تھے کہ اگلے شہر میں جہاں کھانا میسر ہے کتنی دیر میں پہنچے گا اور اگر رستے میں کھانے کا وقت آئے تو کبھی بھی زادِ راہ ساتھ مہیا کئے بغیر روانہ نہیں فرماتے تھے۔

قریشی محمد عثمان صاحب فرماتے ہیں جب میں حضور سے رُخصت ہونے لگا تو فرمایا بٹالہ دو بجے کے قریب پہنچو گے راستہ میں کھانے کا وقت آجائے گا اس لئے یہیں سے کھانا ساتھ کئے دیتے ہیں چنانچہ حضور نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے کہہ کر کھانا تیار کروا کر ہمارے ساتھ کر دیا"۔

(الفضل جلد ۳۰ صفحہ ۲۵۹)

اس زمانہ میں اس طرح باقاعدہ لنگر خانہ جاری نہیں تھا جس طرح آجکل ہے اور

بہت سا بوجھ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا خود اُٹھایا کرتی تھیں

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بے تکلفی سے آپ کو ضروریات بتا دیا کرتے تھے چنانچہ اس مہمان نوازی میں بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت ساتھ دیا ہے اور جب تک بیویاں خاوندوں کا ساتھ نہ دیں مہمان نوازی کے حق ادا نہیں ہو ...

اس لئے مردوں کو چاہیئے کہ اپنی عورتوں کو بھی مہمان نوازی کے اخلاق سمجھائیں اور اپنے اعلیٰ نمونے سے ان کے اندر مہمان نوازی کے جذبے پیدا کریں یہ کام ایک دو دن کا نہیں ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ سارا سال آپ اپنی بیوی سے بدخلقی کا مظاہرہ کرتے رہیں اور جب مہمان آئے تو اسکو نصیحت کریں کہ مہمانوں سے حسن خلق کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ اس لئے تم میرا ہاتھ بٹاؤ اس صورت میں بیوی کبھی بھی سچے دل سے اپنے خاوند کا ہاتھ نہیں بٹا سکتی۔ لیکن وہ خاوند جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح روزمرہ کی زندگی میں اپنی ازواج سے حسن سلوک کرتے ہیں ان کے بوجھ بانٹتے ہیں۔ ان پر بوجھ نہیں ڈالتے جہاں تک استطاعت ہو اپنے کام خود کرتے ہیں اور جہاں دیکھا کہ بیوی پر زیادہ بوجھ پڑ رہا ہے تو ساتھ مل کر خدمت میں شامل ہو جاتے ہیں ایسی بیویاں ضرورت کے وقت اپنی جان فدا کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتی ہیں۔ پس محض ایک وقت کی نصیحت کی بات نہیں سارے سال کا حسن خلق ہے جو موسم پر پھل دیتا ہے اور جب مہمان نوازی کے موسم آتے ہیں تو یہی میٹھے پھل ہیں جو آپ کی سارا سال کی محنتوں کو لگتے ہیں۔ پس یونہی نہ سمجھیں کہ آپ ہاتھ بڑھائیں گے تو پھل آ جائے گا۔ اس پھل کو لانے کے لئے پانی لانا پڑتا ہے۔ سارا سال محنت کرنی پڑتی ہے۔ درخت کی سیرابی اور اس کی خوراک کے انتظام کئے جاتے ہیں۔ تب جا کر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ درخت پھل آنے کے موسم میں پھل دیتا ہے۔ حضرت مفتی (محمد صادق) صاحب فرماتے ہیں۔

"ایک بار میں اور میری والدہ قادیان آئے ہوئے تھے۔ ہم واپس ہونے لگے تو حضور ہمارے یکہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے اور ہمارے راستہ کے لئے کھانا منگوایا۔ وہ کھانا لنگر خانے والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر بھیجا تھا۔ تب حضرت اقدس نے اپنے عمامہ سے قریباً ایک گز کپڑا پھاڑ کر اس میں روٹی کو باندھ دیا"۔

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۲۵)

"حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپور تھلوی نے بیان کیا کہ

دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے

اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے......

یہ منی پور کلکتہ کے قریب ہے اور بہت دور کا فاصلہ ہے اس زمانے میں جبکہ ریل گاڑیوں کے انتظام بھی اچھے نہیں تھے۔ اور گاڑیاں سست رفتار ہوا کرتی تھیں سفر کی سہولتیں مہیا نہیں ہوا کرتی تھیں منی پور سے کسی کا آنا ویسا ہی تھا۔ جیسے کوئی کسی دور کے ملک سے آ رہا ہو۔ بہت بڑی بات تھی۔ تو حضرت محمد صادق فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ کہا کہ "ہمارے بستر اُتارے جائیں اور سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی جائے۔ تو خادمان نے کہا آپ اپنا سامان خود اتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی"۔

یہ پنجابی طرزِ بیان ہے۔ پنجاب میں مہمان نوازی ہو بھی تو بعض دفعہ ایسی اکھڑ بات کر دیتے ہیں کہ مہمان کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ جب اخلاق سے بھی بات کرتے ہیں تو جو منجھے ہوئے لوگ ہیں ان کو اس پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیسی بات کر گئے ہیں تو پنجابی مہمان ہمارے کافی آئیں گے ان کو خصوصیت سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اپنے اندازِ بیان طرزِ بیان میں ملائمت پیدا کریں اور موقعہ محل کے مطابق بات کیا کریں مجھے یاد ہے ہم کئی دفعہ دیہات میں جایا کرتے تھے تو بڑی عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ بہت ہی قربانی سے بہت محنت سے مہمان نوازی کرتے تھے۔ لیکن آدابِ گفتگو نہیں ہے۔ اس لئے میں نے مثلاً کسی کو کہا کہ مرغ کا سالن اچھا بنا ہوا ہے آپ بھی لیں تو جواب دیتے کہ ہم تو کھاتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کھائیں اب

یہ جو طرز بیان ہے اس میں بڑی سادگی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ کوئی جھگڑا کیا ہے یا یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کو مرغا کھانے کو نہیں ملتا۔ لیکن ایک انداز بیان تھا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانے کے مہمان خانہ کے جو ملازم تھے وہ سادہ لوگ تھے ان کو پتہ نہیں تھا کہ کیسے گفتگو کی جاتی ہے۔ چنانچہ جب مہمانوں نے یہ بات سنی تو اسی وقت رخصت ہوئے اور یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے" منشی ظفر احمد صاحب رضی فرماتے ہیں۔ "میں نے مولوی عبد الکریم صاحب سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے "جانے دو ایسے جلد بازوں کو"۔

وہ بھی آگے سے پنجابی تھے۔ مگر ان پر نور نبوت ابھی پوری طرح چمکا نہیں تھا۔ پنجابی تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تھے۔ لیکن جب آسمان سے نور نازل ہوتا ہے تو پھر کوئی صوبہ کوئی ملک باقی نہیں رہا کرتا لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کا نور ہے جو اس شان سے چمکتا ہے کہ اس میں نہ رنگ نہ نسل نہ جغرافیائی تمیز میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے چند خدام بھی ہمراہ تھے میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب جا کر ان کا یکہ مل گیا۔ اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ حضور نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کر دئے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا غرض کہ تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ کی تکلیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب منزل پر پہنچ گیا ہوں اگر یہاں آ کر بھی اسے تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہو گی ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے"۔ (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ)

یہ جو واقعہ ہے اس میں صرف مہمان نوازی کا سبق نہیں اور بھی بہت باریک اخلاقی اسباق ہیں۔ عام طور پر لوگ مہمان کی بے عزتی دیکھ کر اپنے نوکروں کی بے عزتی کرنا واجب سمجھ لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے چونکہ مہمان سے بد خلقی کی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اب ان پر برسیں اور اتنا ذلیل اور خوار کریں ایسی گالیاں دیں، ایسی سزائیں دیں کہ ان کو سمجھ آ جائے کہ آئندہ مہمان سے کیسے سلوک کیا جاتا ہے ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سمجھانے کا انداز تھا۔ ان کو پوچھا بھی نہیں۔ یہ بھی پتہ نہیں کیا کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ایسی بات کی خود روانہ ہوئے خود سامان اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھائے خود ان کے کھانے کا انتظام کیا اور جب سب ہو گئے۔ اور طبیعتیں بھر گئیں اور اطمینان نصیب ہو گیا تب بغیر ان کا نام لئے ایک عمومی نصیحت فرما کر لوگوں کو ایک اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم دی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بیان ہے کہ "غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہو گا مجھے حضرت صاحب نے بیت (مسجد) مبارک میں بٹھایا جو کہ اسوقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی"۔

اب تو آپ میں سے بہت سے قادیان ہو آئے ہیں جلسہ دیکھ آئے ہیں اللہ کے فضل سے مسجد مبارک بہت بڑی ہو گئی ہے۔ اسوقت ایک چھوٹے سے حجرے کے، ایک چھوٹے سے کمرے کے برابر تھی حجرہ نہیں لیکن کچھ بڑا کمرہ سمجھ لیجئے فرمایا آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیں میں پانی لاتا ہوں

بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے

کہ جب حضرت ہمارے مقتداء و پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۳۲۷)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیسا اچھا نتیجہ نکالا یہی نتیجہ آج ہم سب کو نکالنا چاہیئے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور بورئیے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر پلنگ اٹھا لائے میں نے اٹھانا چاہا تو حضور نے فرمایا یہ زیادہ بھاری ہے آپ سے نہیں اٹھے گا۔ فرمایا آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں مجھے یہاں نیچے زیادہ آرام معلوم ہوتا ہے۔ مجھے پیاس لگی تھی میں نے گھڑے کی طرف دیکھا وہاں کوئی پانی پینے کے لئے برتن نہیں تھا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا آپ کو پیاس لگ رہی ہے۔ میں پانی پینے کے لئے برتن لاتا ہوں۔ نیچے زنانے میں جا کر آپ گلاس لے آئے پھر فرمایا ذرا ٹھہرئیے اور نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے جو کسی نے کپور سے بھیجی تھیں۔

مجھے خیال آیا کہ شاید وہی دو مہمان ہیں جنہوں نے اپنے اظہار محبت کے بیان کی خاطر جا کر دو بوتلیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میٹھی مہمان نوازی کی یاد میں بھیجی ہونگی۔ فرمایا

ان بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر خود پئیں گے۔ آج مجھے یاد آ گیا۔ چنانچہ آپ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا میں نے کہا حضور پہلے اس میں سے تھوڑا پی لیں تو پھر میں پیئوں گا آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا۔

جو پہلی بات تھی اس میں بھی تکلف نہیں تھا۔ اگر تکلف ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زور دیتے کہ نہیں میں نے تو اتنی دیر سے یہ سنبھال کر رکھی ہوئی ہے۔ پہلے تم پیئو پھر میں پیئوں گا یہ بھی ایک معنوی انداز ہو جاتا۔ کیسی صاف پاکیزہ بے تکلف طبیعت تھی۔ اپنے اس ورثت کے ارادے کو ایک طرف کر دیا اور مہمان کی دلداری کی خاطر جو تبرک چاہتا تھا آپ نے پہلے پی لیا تو گویا پہلے بھی مہمان ہی کی دلداری مقصود تھی۔ اپنی بڑائی مقصود نہیں تھی۔ پس جب مہمان ہی نے تقاضہ کیا کہ پہلے آپ پی لیں تو آپ نے بے تکلف پہلے پی لیا فرماتے ہیں آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا اور میں نے پی لیا میں نے شربت کی تعریف کی آپ نے فرمایا ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں آپ نے ان دونوں بوتلوں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔

اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۰

آگے غزوہ کدت کیا لیکن مضمون یہ ہے کہ جو آپ نے میرے کہنے پر پیا۔

ایک دفعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آگیا۔

کوئی چارپائی خالی نہ تھی اور سب سو رہے تھے حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہر جائیں، ابھی انتظام کرتا ہوں۔ آپ تشریف لے گئے اور دیر تک واپس تشریف نہ لائے مہمان نے خیال کیا شاید حضرت بھول گئے ہیں اس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا کہ ایک صاحب چارپائی بن رہے ہیں۔ اور حضرت خود مٹی کا دیا لئے

کھڑے ہیں۔ چارپائی بن گئی اور مہمان کو دی گئی ادھر مہمان صاحب عرق ندامت میں غرق ہو رہے تھے کہ میں نے آدھی رات کے وقت حضرت کو اس قدر تکلیف دی ادھر حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ۔ "معاف کرنا چارپائی لانے میں دیر ہو گئی"۔

ابتدا میں مہمانوں کا کھانا حضورؑ کے گھر سے ہی آتا حضور مہمان کی ضرورت کا خیال رکھتے اور ایسا بھی وقوع میں آیا کہ سردی کے موسم میں حضور نے مہمانوں کے لئے اپنا بستر باہر بھجوا دیا اور خود بغیر بستر کے رات گزار دی جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت سے آدمی اپنے ساتھ بستر نہ لائے تھے مہمانوں کے لئے اندر سے بسترے منگوانے شروع کئے کارکن عشاء کی نماز کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضور بغلوں میں ہاتھ دئے بیٹھے ہیں ایک صاحبزادہ لیٹا تھا اسے شتری چوغہ اوڑھا رکھا تھا معلوم ہوا کہ آپ نے اپنا لحاف بھی مہمانوں کے لئے بھجوا دیا میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی کپڑا نہیں رہا اور سردی بہت سخت ہے فرمانے لگے کہ مہمانوں کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی پھر وہ کسی سے لحاف مانگ کر اوپر لے گئے تو حضور نے فرمایا کسی اور مہمان کو دے دو اور باوجود اصرار کے حضور نے وہ لحاف نہ لیا۔

(اصحاب احمد جلد ۴ ص ۱۱۸)

محترم سیٹھی غلام نبی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان گیا سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی میں شام کے وقت قادیان پہنچا رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی اور قریباً ۱۲ بجے کا وقت ہو گیا تو کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے تھے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے میں لالٹین تھی میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں آپ یہ دودھ پی لیں آپ کو شاید دودھ کی عادت ہو گی اس لئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے کہ سبحان اللہ کیا اخلاق ہیں یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پاتا ہے اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے"۔

(سیرت المہدی حصہ سوم)

یہ جو دو لفظوں میں حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا نقشہ کھینچا ہے یہ بہت ہی معنی خیز ہے فرمایا: "کتنی لذت پاتا ہے اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ مہمان نوازی کی تکلیف میں لذت کو بہت دخل ہے اگر لذت محسوس نہ ہو تو آپ مہمان نوازی کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتے وہ مہمان نوازی جو جتنی محسوس ہو جو تکلیف دہ ہو وہ مہمان نوازی ادا کرنا بہت ہی جان جوکھوں کا کام ہے لیکن وہ مہمان نوازی جو لذت پیدا کرتی ہو اس کے ساتھ بھی ایک تکلیف وابستہ ہے کیونکہ تکلیف تو بہر حال ہو گی جو وزنی پلنگ اٹھائے گا۔ جو بغیر گرم کپڑے کے رات بسر کرے گا اسے تکلیف تو ہو گی مگر اس کے مقابل پر ایک لذت ہے جو اس تکلیف پر حاوی رہتی ہے۔ پس حضرت سیٹھی صاحب کا یہ فقرہ پڑھ کر میں نے بہت لطف اٹھایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ بھی کیسے زیرک تھے اور کیسا عمدہ کلام فرماتے تھے کہ دو لفظوں میں نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خلق کا نقشہ کھینچا بلکہ گہری فطرت کا راز بیان فرما دیا پس

آپ کو بھی مہمان نوازی میں لذت پانی ہوگی

اور اس لذت یابی کے لئے مہمان نوازی کو کسی محبوب سے منسلک کر کے مہمان نوازی کریں تو لذت کا راز پا جائیں گے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ واقعات یاد کر کے مہمان نوازی کریں گے تو چونکہ مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو پیار ہے یہی پیار آپ کے مہمانوں کی طرف منتقل ہو جائے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی طرح لذت پاتے تھے آپ ہمیشہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نظر رکھتے تھے اور آپ کی مہمان نوازی کی لذت آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عطا ہوا کرتی تھی اور یہ رشتے چلتے چلتے لازماً خدا تک پہنچتے ہیں پس ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اگرچہ درمیان میں وسیلے تو موجود ہیں لیکن اچانک وسیلے غائب ہوتے دکھائی دیتے ہیں اور انسان خدا کے حضور میں آ جاتا ہے اور اس کی لذتیں لافانی ہو جاتی ہیں پس ان لذتوں کی تلاش کریں انہی کے ساتھ آپ کے حسن خلق میں دوام ہو گا آپ کا حسن خلق آپ کی ذات میں قرار پکڑ جائے گا آپ کے وجود کا حصہ بن جائے گا۔ اگر بوجھ کے ساتھ اخلاق برتیں گے تو وہ ایک عارضی اور فانی چیز ہو گی آج آئے اور کل چلے گئے کسی مشکل وقت میں وہ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن جو اخلاق اعلیٰ اور پاک نمونوں سے وابستہ ہو جاتے ہیں جو دل میں لذت پیدا کرتے ہیں وہ ہر مشکل کے وقت ساتھ دیتے ہیں اور وفا کرتے ہیں اور کبھی انسان کو نہیں چھوڑتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں "جب میں ۱۹۰۵ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے تھے ہم حضور کے رہائشی صحن کے ساتھ والے کمرے میں رہتے تھے اور حضور کے بولنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت اماں جانؓ حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح بھرا ہوا ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اکرامِ ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا...

اب یہ قصہ تو ظاہر ہے کہ ان معنوں میں بے حقیقت ہے کہ ایک فرضی قصہ ہے عملی دنیا میں یہ ہو ہی نہیں سکتا ناممکن بات ہے لیکن پرانے زمانوں میں یہ رواج تھا کہ قصوں کی صورت میں اخلاقی تعلیم دی جاتی تھی اس میں جانور بھی باتیں کرتے تھے، بولتے تھے، اعلیٰ خلق کا مظاہرہ کیا کرتے تھے اور کہانی سننے والے کو ایک اخلاقی سبق نصیب ہو جایا کرتا تھا پس ان معنوں میں نہ کہ اسے حقیقت سمجھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اماں جانؓ کو ایک قصہ سنایا۔ مفتی صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے وہ سارا قصہ سنا کیونکہ وہ آواز بیچ کی دیوار سے ہمیں صاف پہنچ رہی تھی فرمایا:

"دیکھو ایک دفعہ ایک مسافر کو جنگل میں شام ہو گئی وہ ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے لئے بیٹھ رہا اس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اس کی مہمان نوازی کریں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں اس کی سردی دور کرنے کیلئے اپنے آشیانہ کی لکڑی نیچے پھینک دیں تاکہ یہ جلا کر سینک لے چنانچہ ایسا ہی کیا پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اب ہمیں چاہئے کہ اسے کھانے کو بھی کچھ دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے چنانچہ پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا"۔

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحبؓ ص [illegible])

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قصہ حضرت اماں جانؓ کے کانوں تک نہیں ٹھہرا آپ کے دل پر جا کر شبنم کی طرح گرتا رہا اور اسے ایک لافانی لذت سے سیراب کر گیا اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزمرہ کا تعلق یہی تھا۔ جب سردی کی ضرورت پیش آئی تو خود اپنا لباس مہمانوں کے پاس پیش کر دیا جب کھانے کی ضرورت پیش آئی تو اپنا کھانا اٹھا کے حضور میں پیش کر دیا تو جو کچھ انسان کو مکلف بنایا گیا وہ سب کچھ آپ نے اپنے دل کی محبت اور ایک طبعی جوش کے ساتھ کر دکھایا۔ پس

یہ فقرہ تعمیہ اثر انداز ہوتا ہے جب ایک شخص صاحب خلق ہو اور انسان کا دل گواہی دے کہ جو کچھ کہتا ہے اس کے ساتھ اس کے قلبی جذبات شامل ہیں پس یہ بھی ایک دو دنوں کی مہمان نوازی کی بات نہیں۔ یہ روزمرہ کی زندگی کے قصے ہیں۔ **جلسہ کے مہمانوں کی تیاری کے لیئے آپ کو سارا سال محنت کرنی چاہیئے اور سارا سال اپنے گھر میں تربیت کرنی چاہیئے** تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جب یہ مہمانوں کے موسم آئیں تو پھر مہمانوں کے حق اسی طرح ادا ہوں جس طرح انبیاء اور اُن سے محبت کرنے والے ادا کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد جہاں تک مہمانوں کی خدمت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ نصیحت کی مزید کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اب مہمانوں کو بھی تو کچھ بتانا چاہیئے کہ

میزبانوں کے بھی کچھ حقوق ہیں

ان کو بھی وہ ادا کریں۔ میزبان تو گونگا ہو جاتا ہے وہ تکلیف اُٹھاتا ہے اور کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اپنے سامنے ایسی حرکتیں دیکھتا ہے جن کا بوجھ اُٹھانے کی اس کو طاقت نہیں لیکن خاموش رہتا ہے مثلاً باہر سے آنے والے جب یہاں ہر گھر میں فون دیکھتے ہیں اور اُن پر تالے بھی پڑے ہوئے نہیں ہوتے اور براہ راست ٹیلی فون کے ذریعہ وہ دنیا میں ہر جگہ رابطے کر سکتے ہیں تو کچھ تو اُن کے سامنے اور کچھ موقعہ کی تلاش کر کے ایسے وقت میں جبکہ میزبان گھر پر موجود نہ ہوں یا پاس نہ رہے ہوں ان فونوں کا بے دھڑک استعمال کرتے ہیں اور نتیجۃً بعض دفعہ غریب گھرانوں پر میزبانی کا اتنا بوجھ نہیں پڑتا جتنا فونوں کا پڑتا ہے اور وہ مہینوں اُن کے بل ادا کرتے کرتے اپنی سب آمد قریباً اسی پر لٹا بیٹھتے ہیں۔ پس مہمانوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیئے میزبانوں نے اپنی توفیق کے مطابق آپ کی بے لوث خدمت کی اور تو کوئی مقصد نہیں تھا اکثر تو وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رشتے سے ایک دوسرے سے متعلق ہوئے ہیں۔ ذاتی مہمان بھی آتے ہیں لیکن ان دنوں میں اکثر مہمان ذاتی نہیں بلکہ الٰہی مہمان ہیں تو میزبانوں کے بھی حقوق ہیں۔ مہمانوں کو چاہیئے کہ ان حقوق کا خیال رکھیں۔

یہاں اس طرح نوکر نہیں ملتے جس طرح متموّل لوگ یا درمیانے طبقہ کے لوگ بھی اکثر پاکستان اور ہندوستان میں اگر سارے وقت کا نوکر نہیں تو جز وقتی نوکر حاصل کر لیا کرتے ہیں یہاں تو ساری محنت میزبانوں کو خود کرنی پڑتی ہے۔ انگلستان میں رہنے والی خصوصاً لندن کی جو خواتین ہیں اُن کا تو یہ حال ہے کہ خدا کے فضل سے دینی خدمت بھی اتنی بھرپور کرتی ہیں کہ بعض دفعہ میں تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اپنے روزمرہ کے بوجھ اُٹھانے کے بعد ان کو یہ فرصت کہاں سے مل جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد خاوند اور بچوں کا خیال رکھنا ان کو تیار کرنا روزمرہ کے کام ہی اتنے ہیں کہ ان کو سمیٹنا ہی بہت وقت چاہتا ہے۔ ایسے پر اگر تھوڑی جگہ میں زیادہ مہمان آجائیں تو اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان پر کتنا بوجھ پڑتا ہوگا۔ تو کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ میزبانوں کا ہاتھ بٹائیں اور کام کو ہلکا کریں۔ ہاتھ بٹانے کے وقت یہ بھی خیال رکھیں کہ بعض دفعہ میزبان یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا ہاتھ بٹایا جائے ایسی صورت میں زبردستی نہیں کرنی چاہیئے۔ مختلف مزاج کے میزبان ہیں اگر پیار سے اُن کو سمجھا کر اُن کو آمادہ کر لیں کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ کی مدد کریں تو پھر ٹھیک ہے کہ ہاتھ بٹائیں لیکن زبردستی چھینا جھپٹی نہ کریں کہ نہیں ہم نے آپ کو پلیٹیں نہیں اُٹھانے دینی۔ ہم اُٹھائیں گے کئی دفعہ چھینا جھپٹی میں قیمتی برتن بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور اُلٹے لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں پس ایک تو اس بات کا خیال رکھیں۔ دوسرے اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کے بچے میزبانوں کے بچوں کے ساتھ مل کر قیامت برپا نہ کریں۔ بچوں کی فطرت میں یہ بات ہے کہ اکیلے گھر کے بچے اگر ایک درجہ کا شور کر سکتے ہیں تو دو گھروں کے بچے گیارہ یا بیس یا پچیس درجہ کا شور کر سکتے ہیں اور دونوں کو کھل کھیلنے کی چھٹی مل جاتی ہے کیونکہ اس خیال سے کہ دوسرے ماں باپ بُرا نہ منائیں دونوں سے ساتھ نرمی برتی جاتی ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس گھر پر یہ بچے ٹوٹ پڑیں

ڈھا دیں اُن کی کوئی چیز سلامت نہیں رہتی گندگی ہر طرف پھیل جاتی ہے کئی چیزوں کے واقعۃً نقصان ہو جاتے ہیں شور فساد مصیبت اور زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ مہمان تو جب چاہے اپنے بچوں کو الگ کرے لیکن میزبان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ادب کے خلاف ہے کہ مہمان کے بچوں کو کسی رنگ میں بھی کچھ کہا جائے۔ اس سے ان کو تکلیف پہنچے گی تو وہ مائیں جو اپنے بچوں کو دوسروں کے ہاں شور کرنے اور ان کی چیزیں خراب کرنے یا تنگ کرنے کی چھٹی دیتی ہیں وہ بڑی ظالم مائیں ہیں وہ وقتی طور پر صرف میزبان کو نقصان نہیں پہنچاتیں بلکہ اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لئے خراب کر رہی ہوتی ہیں ایسے بچوں میں سے تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ ان میں ایثار نہیں رہتا وہ دوسروں کا احساس کرنے کے جذبات سے عاری ہو جاتے ہیں اور قوم کو پھر بد خلق لوگ ملتے ہیں پس

ماؤں کو چاہیئے کہ صاحب خلق بچوں کو اپنی گودوں میں پالیں

اور بڑا کریں اور ایسی حالت میں انہیں قوم کے سپرد کریں کہ ان کے اخلاق سنور چکے ہوں اور وہ قومی اخلاق سے آراستہ ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ عمدہ معاشرت کا سلوک کریں معاشرتی حقوق ادا کریں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بچوں کے بچپن میں یہ چیزیں بگڑا کرتی ہیں جن ماؤں نے اپنی اولاد کو کھلی چھٹی دے رکھی ہو کہ جو چاہیں کریں ان کی اولاد بڑی ہو کر لازماً معاشرے کو نقصان پہنچاتی ہے پس اب جبکہ آپ مہمان بن کر مختلف جگہوں سے آئیں گے تو اگر آپ کے بچے ساتھ ہیں تو ان کو لگام دیں اور اس بات کا پوری طرح احساس کریں کہ ان کی وجہ سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔

گپوں کی مجالس سے پرہیز کیا کریں

بعض لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور گپوں کی لمبی مجالس چلاتے ہیں۔ یہ رواج کوئی آج کا رواج نہیں۔ یہ انسانی فطرت کے ساتھ تعلق رکھنے والا دیرینہ رواج ہے قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب تم لوگوں کو کھانے پر بلایا کریں تو گپ شپ میں مصروف ہو کر نبی کو تکلیف نہ دیا کرو۔ آپ اندازہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا کتنا گہرا احترام آپ کے غلاموں کو تھا۔ لیکن گپ شپ کی عادت ایک ایسی گہری عادت ہے کہ جس قوم کو پڑ جائے وہ احترام کے باوجود بھی باز نہیں رہ سکتی اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کو واضح طور پر یہ نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو آج عام روزمرہ کے تعلقات میں وہ احترام تو کوئی کردار ادا نہیں کر رہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔ اس کے باوجود یہ حال تھا تو یہاں تو ایسا ہوگا کہ بعض دفعہ ساری ساری رات بیٹھ کر گپیں ماری جائیں گی۔ اور صبح ہو جائے گی اور جن بیچارے لوگوں نے کام پر جانا ہے۔ ان کو مصیبت۔ وہ اپنے اخلاق کے مظاہرے میں اس خیال سے کہ مہمان یہ نہ سمجھیں کہ ہم انہیں چھوڑ کر چلے گئے ساتھ بیٹھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اس لئے وقت پر اُٹھا کریں۔ وقت پر سویا کریں اور گپیں مارنی ہیں تو الگ ہو کر کسی باہر کی جگہ میں ماریں۔ لیکن واپسی کے اوقات کا پھر بھی خیال رکھنا ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ جو کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتے ہیں اور یہ بتلائے بغیر اپنی شاپنگ کے لئے چلے جاتے ہیں کہ ہم نے کھانا باہر کھانا ہے اور پھر دیر سے آتے ہیں اور ان کا انتظار ہوتا رہتا ہے۔ یا رات کو دیر سے آئے اور جگایا اور تنگ کیا کہ ہم تو فلاں جگہ سیر کے لئے چلے گئے تھے۔ وہ اپنے میزبانوں کے لئے بڑی پریشانی کا موجب بنتے ہیں سیریں اپنی جگہ اور انسانی حقوق اپنی جگہ کسی کا حق تلف کر کے آپ کو سیر کرنے کا حق نہیں ہے۔ حقوق ادا کریں پھر یہ نفلی کام ہیں جیسے چاہے کریں۔

قرض لینے سے حتی المقدور پرہیز کریں کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ باہر سے آنے والے بہت سے یہاں اگر مہمانی کا لطف بھی اُٹھاتے ہیں اور پھر وقتاً فوقتاً قرض بھی لے جاتے ہیں اور لبا اوقات یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کی بچی کی شادی ہے ہم آپ کو وہاں سے کیوں نہ بہتر بنا دیں وہاں بہت اچھا زیور

سنا ہے وہاں بہت اچھے کپڑے ملتے ہیں یہاں جو پچاس پاؤنڈ میں آپ کو جوڑا ملتا ہے وہ کراچی لاہور میں دس دس پاؤنڈ میں مل جاتا ہے۔ ایسی باتیں کرتے ہیں اور یہاں کے بیچارے سادے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بہت اچھا موقعہ ہے پھر کب نصیب ہوگا وہ اُن کے سپرد رقمیں کر دیتے ہیں اور بعد میں مجھے پتہ چلتا ہے جب سال کے بعد یا بعض دفعہ دو سال کے بعد یہ چٹھی آتی ہے کہ فلاں صاحب آئے تھے ہم نے تو یہاں سے خدمت کی خاطر کی لیکن وہاں سے جواب بھی نہیں آرہا کہاں غائب ہو گئے کچھ نہیں پتہ لگ رہا اور بچی کی شادی کا وقت بھی قریب آرہا ہے کچھ پتہ نہیں وہ پیسے کہاں گئے پھر میں اُن کو لکھتا ہوں تلاش کرتا ہوں اور بسا اوقات سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ یہ واقعہ نہیں ہونا چاہیئے احمدیوں میں یہ بات بہت ہی بیہودہ اور نامناسب ہے کہاں اعلیٰ اخلاق کے مظاہرے ہو رہے ہوں اور کہاں ایسی بددیانتی اور بدنصیبی کہ جس کے ہاتھ کی روٹی کھا کر گئے ہوں اسی کے ساتھ دھوکہ اور اسی پر ظلم یہ تو بہت ہی زیادہ سفاکی ہے عام حالات میں بھی جماعت کو مالی لین دین میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ کئی دفعہ میں نے خطبات میں نصیحت کی ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ دن بدن جماعت اس معاملہ میں سُدھر رہی ہے۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو پیشہ ور لین دین میں خرابی کرنے والے ہیں وہ تو ابھی بھی ہیں ان کے تو پیشے ہو چکے ہیں ان کی عادتوں میں یہ مرگی کی بیماری ایسی پڑ گئی ہے کہ اب رُکتی نہیں مگر اللہ کے فضل سے عام معاشرے میں اس بات کا بہت ہی احساس پیدا ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے احمدی اپنے دیگر معاشرے کے ساتھیوں کے مقابل پر لین دین میں زیادہ صاف ستھرا ہے اور خیال رکھتا ہے اور میری تمنا یہ ہے کہ

کوئی بھی احمدی ایسا نہ ہو جو لین دین میں بدمعاملگی کرے

کیونکہ اس کے بہت بد اثرات مترتب ہوتے ہیں اور لین دین میں بددیانتی کرنے والوں کی اولادیں کبھی ناپاک ہو جاتی ہیں ان میں یہ برکتیاں پڑتی ہیں وہ پھر بہت دُکھ اُٹھاتے ہیں بعض ایسے ہیں جنہوں نے آخر پر اپنی ساری جائیدادیں لُٹا دیں اور کنگال ہو کر بیٹھ رہے اس لئے کہ جب وقت تھا لوگوں کو لُوٹا کھایا پیا اور بعد میں وہ سر چھپاتے پھرتے ہیں بھاگتے پھرتے ہیں کہیں اُن کو پناہ نہیں ملتی جھوٹ پر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ساری زندگی برباد ہو جاتی ہے تو خدا کی پکڑ تو آتی ہے مگر اس کے آنے سے پہلے خدا کی خاطر اور قوم کے نام کی خاطر بچ جانا چاہیئے کیونکہ قوم کے اس اخلاق کو دیکھ کر بہت سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اس خاطر لین دین کے معاملات میں صاف ستھرے ہو جائیں کہ اللہ کے لئے اگر ہم اپنے اخلاق کو سنواریں گے تو اللہ کے لئے آنے والوں کے لئے یہ آسانی پیدا کریں گے پس آپ کے متعلق کبھی کسی قسم کی شکایت نہیں آنی چاہیئے۔

ایک بات یہ ہے کہ جب آتے ہیں تو پھر جانے کا بھی نام لیا کریں۔ بعض ایسے آتے ہیں کہ آکر پھر وہیں کے ہو رہتے ہیں اور میزبان کو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ میں کیا کروں کس طرح اُن کو سمجھاؤں کہ بہت ہو گیا ہم لوگ تھک گئے ہیں اتنی لمبی عادت نہیں ہے تکلیف ہو رہی ہے لیکن وہ جانے کا نام ہی نہیں لیتے وہ ایسی ہی کیفیت ہو جاتی ہے جیسے ایک عرب شاعر کا یہ شعر جو میں پڑھ کر سناؤں گا ایک کہانی میں جڑا گیا ہے کہ ایک صاحب جن کو بہت کھانے کی عادت تھی وہ ایک دفعہ کسی سفر پر روانہ ہوئے رستے میں کسی کے ہاں ٹھہرے اور وہ اتنا کھاتے تھے کہ جب میزبان روٹی لے کر آتا تھا اور سالن کے لئے دوڑتا تھا تو سالن لانے تک روٹی کھا چکے ہوتے تھے اور جب وہ روٹی کے لئے دوڑتا تھا تو روٹی آنے تک سالن کھا چکے ہوتے تھے اور ایسا کئی بار ہوتا تھا آخر وہ جانے کا نام بھی نہیں لے رہے تھے تو میزبان نے اشارۃً اُن کو یاد دلانے کے لئے کہ آپ نے روانہ بھی ہونا ہے کہ نہیں اُن سے پوچھا کہ حضور آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں کس طرف کا ارادہ ہے تو انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ایک حکیم کا نام سُنا ہے کہ معدہ کا بہت اچھا علاج کرتا ہے مجھے بھوک نہیں لگتی تو میں اس کی طرف جا رہا ہوں تو اس نے کہا ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں لیکن جب آپ واپس تشریف لائیں تو میری ایک درخواست ہے اُسے ذہن نشین رکھئے ؎

یَا ضَیْفَنَا اِنْ عُدْتَنَا لَوَجَدْتَنَا
نَحْنُ الضُّیُوْفُ وَاَنْتَ رَبُّ الْمَنْزِلِ

کہ اے ہمارے معزز مہمان! جب تو دوبارہ ہماری زیارت کرے تو اس حال میں تو ہمیں پائیگا کہ ہم تیرے مہمان ہوں گے اور تو ہمارا میزبان ہوگا۔

یہاں بعض گھروں کی واقعتہً ایسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ گھر والے تو بیچارے مہمان بن کر رہتے ہیں اور مہمان میزبان بن چکے ہوتے ہیں۔ بار بار سمجھایا گیا ہے آنے والوں کو لکھ کر بھی نصیحتیں کی گئی ہیں کہ خدا را ان باتوں کا خیال رکھو اور وقت سے اوپر جاؤ اور صرف میزبانوں کے لحاظ سے نہیں حکومت کے لحاظ سے بھی جماعت نے جو وعدے کئے ہیں ان کا پاس کرو کیونکہ ایک فرد کی عزت بھی بڑے احترام کے لائق چیز ہے لیکن

جماعت کی عزت

اتنی بالا اور اتنی وسیع ہے اور اس کی اتنی قدر قیمت ہونی چاہئے کہ اس کے مقابل پر ہر انسان کی ذاتی ضرورتیں قربان ہو جانے کے لائق ہیں لیکن جماعت کی عزت اور نام کو قربان نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ وہ لوگ جو انگریزی حکومت سے یہ کہہ کر ویزا لیتے ہیں کہ ہم ایک مقدس جلسہ پر جا رہے ہیں اپنے امام کو دیکھے ہوئے ترس گئے مدتیں ہو گئیں اُسے ملے ہوئے اس نیت سے ہم آئے ہیں کہ وہاں جائیں اور اپنی روحانی پیاس بجھائیں وہ جب یہاں آتے ہیں تو اُن میں سے بعض کہتے ہیں کہ جب رُوحانی پیاس بجھ رہی ہے تو جسمانی پیاس بھی ساتھ ہی بجھ جائے اور یہیں اسائلم لے لیا جائے بعض پھر کر مجھ سے پوچھتے ہیں اور اجازت بھی لیتے ہیں کہ کیوں نہ فائدہ اُٹھائیں اور ساتھ ہی اسائلم بھی لے لیں میں اُن سے کہتا ہوں کہ خدا کا خوف کرو اگر فائدہ اُٹھانا ہے تو جماعت سے باہر نکل کر اُٹھاؤ جس احمدی کے دل میں جماعت کی ناموس کا خیال نہیں ہے اس کے وعدے کا پاس نہیں ہے جماعت کی عزت کو اپنے چند کوڑی کے فائدوں کے لئے پاؤں تلے روندنے پر آمادہ ہے تو اس کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ ایسی سزا نہیں ہے جو فوراً معاف ہو جائے یہ کبھی معاف نہیں ہوگی کیونکہ تم نے ساری زندگی کا سودا کر لیا قرآن کریم فرماتا ہے کہ دنیا کے عارضی چند ٹکوں کی خاطر اعلیٰ اقدار کے سودے نہ کیا کرو پس وہ لوگ جنہوں نے ساری زندگی کا سودا کر لیا انہوں نے تو شیطان کے پاس اپنے آپ کو بیچ دیا ان کا پھر کبھی جماعت سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اللہ جانتا ہے کہ اس دنیا میں پھر اُن سے کیا سلوک ہوگا لیکن اس دنیا میں بھی جہاں تک میں قرآن کا پیغام سمجھتا ہوں اللہ کی مرضی ہے جس کو چاہے معاف کرے مگر ایسے لوگ بالعموم قبول نہیں کئے جائیں گے اس لئے آپ خدا کا خوف کریں اور میزبانوں سے بھی مناسب وقت کے اندر ایسے وقت میں رُخصت ہوں کہ جب آپ رُخصت ہو رہے ہوں تو وہ شکر نہ کریں بلکہ اُن کے دل غم سے بھرے ہوئے ہوں جب آپ آئیں تو اُن کے دل خوشیوں سے معمور ہوں جب آپ جائیں تو رو رہے ہوں ویسی ہی کیفیت ہو جیسے کسی نے ایک بچے کے متعلق ایک شعر کہا ہے کہ اے انسان تو ایسی حالت میں دنیا میں آیا کہ سب خوش تھے اور تو اکیلا رو رہا تھا۔ اس طرح دنیا سے جا کہ تو اکیلا خوش ہو اور سب رو رہے ہوں تو اے آنے والے مہمانو! اس سے سبق سیکھو اس حالت میں آؤ کہ اپنے گھروں کو یاد کر کے جیسے بھی تمہیں تکلیف ہو تو یہ شوق ہو اور دوسرے کھلے ہاتھوں سے تمہارا استقبال کیا جائے جہاں جاؤ وہاں گھروں کو خوشیوں سے بھر دو اور ایسے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرو کہ جب روانہ ہو تو تم خوش ہو کہ میں نے ایک بوجھ اُتار دیا ہے اور تمہیں رُخصت کرنے والے رو رہے ہوں اور آئندہ جب بھی تم آؤ کھلے ہاتھوں سے محبت کے ساتھ تمہارا استقبال کیا جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

ایک دلچسپ ریڈیو مکالمہ

از ــــــ مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ مقیم لندن

لندن کے علاقہ ساؤتھ آل میں ایشیائی باشندوں کا ایک ریڈیو سٹیشن قائم ہے جسے سن رائز ریڈیو کہتے ہیں۔ اس کے بعض افراد نے کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ کو ہدف تنقید بناکر مختلف قسم کی خبریں جماعت کے بارے میں دیں جس پر ہم نے سخت احتجاج کیا مگر ریڈیو سٹیشن کے ارباب اختیار نے ہمارے احتجاج پر کوئی توجہ نہ دی۔ جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر جب حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہندوستان تشریف لے گئے تو انہوں نے ایک شر انگیز خبر نشر کی جس کی طرف بار بار توجہ دلانے پر بھی انہوں نے صحیح طور پر تردید نہ کی۔

مورخہ ۱۱ر اپریل ۹۲ کو رات بارہ بجے تا دو بجے صبح اس ریڈیو کے ٹیلیفون کے ذریعہ بات چیت کے پروگرام میں غالباً ایک مفروضہ کہانی بناکر لوگوں سے پوچھا گیا کہ کیا ایک سنی لڑکی احمدی لڑکے سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں۔ جس کے جواب میں لوگوں نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں مختلف آراء دیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد کو بھی اس بحث میں حصّہ لینے کا موقعہ ملا۔ پروگرام کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

بریڈفورڈ سے ایک احمدی کی رائے

انہوں نے ٹیلیفون کے ذریعہ رابطہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ وہ پہلے سنی مسلمان تھے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں۔ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ احمدی احباب بہت اچھے ہیں اور اسلام کی تعلیم پر پورا عمل کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام ارکان دین کی پابندی کرتے ہیں۔

ایک سیّد صاحب کا مؤقف

اس کے بعد ایک سیّد صاحب نے ٹیلیفون کیا اور بڑے غصّے سے بولے کہ یہ صاحب جو ابھی ابھی بول رہے تھے ان کی باتوں سے میرا خون کھول اٹھا ہے۔ احمدی ہرگز مسلمان نہیں یہ دین سے پھرے ہوئے لوگ ہیں۔ مرتد ہیں۔ یہ بڑی خوبصورتی سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں ان کی حیثیت آستین میں سانپ جیسی ہے۔ کلمہ غلط پڑھتے ہیں۔ "محمدؐ" کی جگہ "مرزا غلام احمد" مراد لیتے ہیں۔ ان کے روزے، نمازیں وغیرہ ہرگز قبول نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں سمجھتے جو شخص حضرت محمدؐ کو آخری نبی نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا ان محترمہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے آشنا کو پہلے مسلمان ہونے پر مجبور کریں پھر شادی کریں اگر وہ احمدیت چھوڑنے پر تیار نہ ہوں تو ہرگز شادی نہ کریں۔

اسماعیلی فرقہ کے ایک شخص کا مؤقف

اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر دو دلوں میں محبت ہے تو کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ آج کل مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور کئی ایک شادیاں کامیاب ہوتی ہیں۔

والدین کو مذہب یا عقیدہ کا بہانہ بناکر رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ انہوں نے سیّد صاحب کے مؤقف کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے لوگ انتہائی تنگ نظر ہیں ہر ایک کو کافر قرار دینا ان کا شیوہ ہے دنیا بھر میں ۲۰ ملین اسماعیلی ہیں یہ تو ہمیں بھی مسلمان نہیں سمجھتے حالانکہ ہم خود کو شیعہ فرقہ سمجھتے ہیں

لندن سے ایک احمدی کی رائے

ابھی ابھی ایک سیّد صاحب نے فرمایا تھا کہ احمدیوں کا روزہ نمازیں وغیرہ قبول نہیں ہوسکتیں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں ہم اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ ہمارے روزے اور نمازیں قبول کرے یا رد کرے۔ سیّد صاحب کو کیسے اختیار مل گیا۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام ارکان اسلام پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں۔ احمدی اور غیر احمدی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں مسیح موعود آچکے ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد ہی وہ مسیح موعود ہیں جن کا انتظار تھا۔ مگر دیگر مسلمان ابھی تک ان کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں پہلے یہ لوگ کہتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی چودھویں صدی میں نازل ہونگے مگر اب چودھویں صدی بھی ختم ہوچکی اور نئی صدی شروع ہوچکی ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ امام مہدی کہاں ہیں؟ حدیث شریف میں تو مہدی کی جو نشانیاں دی گئی تھیں سب کی سب پوری ہوچکی ہیں۔ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ہم پر طرح طرح کی پابندیاں ہیں ہم اذان نہیں دے سکتے کلمہ نہیں پڑھ سکتے۔ السلام علیکم نہیں کہہ سکتے مسجدوں کو مسجد کہنا جرم ہے۔ سینکڑوں احمدی انہی "جرموں" کی وجہ سے جیل کاٹ رہے ہیں کیا یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف نہیں؟ اگر میں خود کو مسلمان کہتا ہوں تو کسی دوسرے شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ میرے مذہب کا فیصلہ کرے۔ ایک جنگ کے موقعہ پر ایک صحابیؓ نے ایک دشمن کو اس وقت قتل کر دیا جب وہ کلمہ پڑھ چکا تھا جب آنحضرت صلعم کو علم ہوا تو آپؐ بہت خفا ہوئے اس شخص نے عرض کیا کہ اس نے خوف کے مارے یہ کلمہ پڑھا تھا مگر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کا سینہ پھاڑ کر دیکھا تھا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے یا نہیں اس لئے سیّد صاحب کا یہ کہنا کہ ہم کلمہ غلط پڑھتے ہیں ہم پر بہتان ہے ہمارا کلمہ

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہے اور ہمارے نزدیک جو بھی یہ کلمہ پڑھتا ہے مسلمان ہے اسلام دین کے معاملہ میں جبر کی اجازت نہیں دیتا۔ آنحضرت صلعم نے کبھی بھی دباؤ ڈال کر کسی کو مسلمان نہیں کیا یہ عیسائیوں کا پراپیگنڈا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔

اسلام کمال رواداری کا مذہب ہے۔ رسول کریم صلعم نے تو ایک مرتبہ عیسائیوں کے ایک وفد کو اپنی مسجد میں عبادت کا موقعہ دیا تھا مگر سیّد صاحب اور ان جیسے لوگ اسلام کو ایک تنگ نظر مذہب ظاہر کرکے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ ہم ختم نبوت پر ایمان نہیں لاتے جھوٹ ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام ارکان اسلام پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین رکھتے ہیں۔

ایک اور مسلمان کی رائے

میں نے یہ ساری بحث سنی ہے یہ کہنا کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں غلط بحث ہے۔ انسان کو ہمیشہ اچھا انسان ہونا چاہیئے اگر کوئی ارکان اسلام پر پورا پورا عمل کرتا ہے تو اس کو اس بات پر فخر کرنے کا حق تو ہے مگر اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے کو طعنہ دے اور کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے اس لئے سیّد صاحب کا اس پروگرام میں یوں اچھل اچھل کر دوسروں کو چیلنج کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ ان کو صرف جو مسئلہ

پیش تھا اسی پر اپنی رائے کا حق ہے مگر کسی بھی دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔

مغل صاحب کی رائے

میرے خیال میں مرزا غلام احمد مہدی نہیں تھے۔ یہ انگریزوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے شوشہ چھوڑا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں کو مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے بڑا خوف تھا۔ اس لیے احمدیوں کو چاہیئے کہ پہلے وہ اپنا ہوم ورک کریں اور پھر بات کریں۔

رمیر صاحب کی رائے

پیار اور محبت صرف نفسانی خواہشات ہیں۔ انسان کو ہر چیز مذہب کے دائرہ کے اندر رہ کر کرنی چاہیئے اس لئے بچوں کو اس بات کی آزادی نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی مرضی سے شادیاں کرتے پھریں

ایک سنی مسلمان عورت کی رائے

مذہب کے نام پر ہمیشہ دنیا میں ظلم ہوتا آیا ہے۔ میں ایک احمدی گھرانے کے ساتھ رہ چکی ہوں اور اب بھی میرے اس گھرانے کے ساتھ مراسم ہیں۔ میں احمدیوں کی حمایت نہیں کر رہی مگر حقیقت بیان کر رہی ہوں جو میں نے دیکھا ہے یہ لوگ عین اسلام کے مطابق چلتے ہیں خدا کا نام لیتے ہیں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور سب لوگوں کو اپنا پیار دیتے ہیں۔ ان لوگوں میں وہ سب اچھائیاں موجود ہیں جو ایک اچھے انسان میں ہونی چاہئیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ لوگ ان کو برا کیوں کہتے ہیں سید صاحب نے کچھ اچھا نہیں کیا اگر دین کو لاٹھی بنا کر دوسروں پر چلانے لگیں تو اس سے کوئی کبھی ایسے دین کی طرف راغب نہ ہوگا چاہیئے تو یہ کہ اپنے دین کی مسیحائی دوسروں پر ظاہر کریں

اگر کسی شخص میں انسانیت ہے تو اس کا مذہب سچا ہے اگر انسانیت نہیں تو مذہب کس کام کا۔

خان صاحب کی رائے

میرا تعلق پاکستان سے ہے مجھے ان محترمہ سے جو ابھی ابھی بول رہی تھیں سو فیصد اتفاق ہے احمدیوں میں انسانیت ہے میں آپ کے سامعین کو ایک واقعہ سناتا ہوں جو مجھے کراچی میں پیش آیا۔ یہ بھٹو کا زمانہ تھا کراچی میں ان دنوں کرفیو لگا ہوا تھا۔ میں جن لوگوں کا کرایہ دار تھا وہ کٹر مولوی حضرات تھے اور نیچے رہتے تھے جبکہ میں بالائی منزل پر تھا یہ لوگ بڑی بڑی داڑھیاں رکھے ہوئے تھے ہر وقت ہاتھوں میں تسبیح رکھتے تھے اور لوگوں کو انسانیت کا درس دیتے تھے۔ اتفاق سے کرفیو والی رات میری بیوی نے جب بچے کا دودھ گرم کیا تو وہ خراب ہو گیا مجھے کہنے لگی کہ کوئی انتظام کرو گھر میں بچے کے لئے دودھ نہیں ہے نیچے سے حاجی صاحب کے ہاں سے تھوڑا سا دودھ لے آؤ۔ حاجی صاحب نے کائیں بھینس پال رکھی تھیں مگر جب میں نے نیچے جا کر انہیں بچے کے لئے تھوڑا سا دودھ دینے کو کہا تو انہوں نے کورا جواب دیا اور دروازہ بند کر لیا۔ ہمارے مکان سے تیسری کوٹھی میں ایک احمد صاحب رہتے تھے جو قادیانی مشہور تھے مجبور ہو کر میں گھر سے باہر نکلا اور اس امید پر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ شاید انسانیت کے ناطے سے میری مدد کریں۔ کوٹھی میں سے ان کا ڈرائیور باہر نکلا ابھی میں اسے اپنا مدعا بیان ہی کر رہا تھا کہ احمد صاحب خود بھی آ گئے اور میری بات سن کر اندر گئے اور دودھ کا ایک پیکٹ اٹھا لائے میں نے کہا کہ مجھے تو صرف ایک پیالی دودھ ہی کافی ہے اس پر انہوں نے کہا کہ رات بہت لمبی ہوتی ہے پورا پیکٹ ہی لے جاؤ پھر کام آ جائے گا نیز کہا تم تو ہمارے ہمسائے ہو اور ہمسایہ کا تو بہت حق ہوتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیے ان مولوی صاحبان نے تو بہت بڑی بڑی داڑھیاں رکھی ہوئی تھیں مگر انسانیت نام کی کوئی شے ان میں نہیں تھی اصل چیز تو انسانی ہمدردی ہوتی ہے۔ اس مذہب کا کیا فائدہ جو انسانیت کا درس نہ دے اس لئے میرے نزدیک تو احمدیوں کو کافر کہنا بہت بڑا ظلم ہے۔

ایک ہندو کی رائے

پروگرام کے آخر میں ایک ہندو ٹیلیفون پر آئے اور رائے دی کہ کسی دوسرے مذہب یا عقیدہ رکھنے والے شخص سے شادی میں کوئی مضائقہ نہیں میں ہندو ہوں مگر سکھ عورت سے شادی کی ہے ہم دونوں خوش ہیں ہمارے رشتہ داروں نے پہلے بہت جھگڑا مچایا تھا مگر اب وہ بھی راضی ہو گئے ہیں سید صاحب کا یہ کہنا کہ پہلے احمدی کو شستی بیا دُختری زبردستی ہے

انسان کو وسیع النظر ہونا چاہیئے

سونگھڑہ میں دلچسپ مقابلہ کوئز

بفضل تعالےٰ امسال قادیان کے جلسہ سالانہ میں شرکت اور حضور انور کے مبارک دیدار کے بعد اراکین مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ اپنے اندر ایک غیر معمولی جوش و تبدیلی کا نمایاں نمونہ پیش کر رہے ہیں اس سلسلہ میں خدام و اطفال کے ازدیاد علم کے لئے ایک "کوئز" پروگرام رکھا گیا۔

حسب پروگرام جامع مسجد سونگھڑہ میں ۱۰ رمئی ۹۲ء کو کارروائی کا آغاز محترم صدر جماعت کی زیر صدارت اور مکرم سید فضیل رحیم صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مکرم سیف الرحمٰن صاحب بی۔ اے معتمد و ناظم اشاعت نے حاضرین سمیت عہد نامہ دہرایا اور عزیز شیخ منظور احمد نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ پروگرام چار بجے سے شروع ہو کر رات کے دس بجے تک شاندار طریق پر چلتا رہا۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے جملہ پروگراموں کو دور دور تک احمدی و غیر احمدی حضرات نے اپنے اپنے گھر بیٹھے سنا (فالحمد للہ ذالک) اس پروگرام کے انعقاد کے سلسلہ میں انعامات (PRIZES) کے جملہ مصارف ایک مخلص بھائی نے برداشت کئے۔ اللہ تعالےٰ ان کے اس اخلاص کی بہترین جزا دے آخر پر مجلس صدر جماعت مکرم سید عبد السلام صاحب مکرم سید قیام الدین صاحب مبلغ سلسلہ محترم سید غلام الدین صاحب شاہ قادری اور مکرم سیف الرحمٰن صاحب معتمد مجلس کے تعاون کی شکر گزار ہے فجزاھم اللہ تعالےٰ تمام احباب کی مجلس کی طرف سے چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ اللہ تعالےٰ اس حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور اس کے دور رس نتائج ظاہر فرمائے آمین

(خاکسار سید انور الدین احمد
قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ)

سکم کی ممبر پارلیمنٹ کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

۲۸/۸/۹۲ بروز جمعہ خاکسار نے نائب صدر مکرم کرمانا منگل صاحب سیکرٹری مال مکرم ناصر شاہ صاحب اور دیگر افراد جماعت کے ساتھ ایک وفد کی صورت میں سکم کی ممبر پارلیمنٹ محترمہ ڈل کے بھنڈاری صاحبہ سے اُن کے مکان میں ملاقات کی اور انہیں نیپالی زبان کو قومی زبان کا درجہ ملنے کی خوشی میں مبارکباد پیش کی اور اس موقعہ پر جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے تیار کردہ نیپالی لٹریچر موصوفہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے آپ نے نہایت خوشی اور احترام کے ساتھ قبول کیا اور اس امر کی خواہش کی کہ مجھے مزید چند سیٹ دے دئیے جائیں میں خود انہیں لائبریری اور حکومت کے ذمہ دار افراد تک پہنچاؤں گی اس غرض کیلئے آپ نے ۷ ستمبر ۹۲ء کو پھر ملاقات کا موقعہ دیا ہے مکرم نادر شاہ صاحب نے اس موقعہ پر بھرپور تعاون دیا۔ احباب کرام سے سکم میں احمدیت کی ترقی اور احباب جماعت کے ایمان و اخلاص اموال و نفوس میں برکت کیلئے درخواست دعا ہے

(فاروق احمد مبلغ جماعت احمدیہ سکم)

مدلل مسکت جوابات

(قسط نمبر ۷)

راہِ ھدیٰ

تحریر — ایم کے خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے جواب میں

(ادارہ)

"عقیدہ نمبر ۲"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ " قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کا رسول بنا کر بھیجا ہے مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے ۔"

(صفحہ ۱۶)

قارئین کرام !

اس سے قبل اس رسالہ میں آپ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی متعدد تحریرات کا مطالعہ کر چکے ہیں جو کھلم کھلا لدھیانوی صاحب کے اس افتراء کی تکذیب اور تردید کر رہی ہیں ۔ ایسے قارئین جو خدا کا خوف رکھتے ہیں بلاشبہ ان کے دل گواہی دیں گے کہ لدھیانوی صاحب اپنی ازذات سے بڑھ کر جھلانگیں لگا رہے ہیں ۔ اور خدا کے بندوں کو جو عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ظالمانہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے والے ہیں ۔ ان کے ان بہیمانہ حملوں کا کوئی جواز نہیں لدھیانوی صاحب کا مذکورہ بالا حملہ بھی اسی قماش کا ایک حملہ ہے ۔ لدھیانوی صاحب پبلک کو دھوکا دینے کے لئے بتا رہے ہیں کہ احمدی تیرھویں صدی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتے تھے اور چودھویں صدی سے آپ کے دور رسالت کا اختتام مانتے ہیں اور اب مرزا صاحب کو تمام انسانیت کا رسول مانتے ہیں ۔

ہم ایک دفعہ پھر بانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ احمدی عقیدہ وہ نہیں جو اس ظالم نے احمدیوں کی طرف منسوب کیا ہے ۔

احمدی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر جو شریعت نازل ہوئی وہ قیامت تک کے لئے ہے اور ایک شعشہ بھی اس شریعت کا اور اس کلام کا جو آپ پر نازل ہوا کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔ اسی طرح آپ کا زمانہ بھی قیامت تک حاوی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا سکہ قیامت تک چلے گا اور کوئی نہیں جو ایک حرف بھی آنحضرت ؐ کے ارشاد کا منسوخ کر سکے ۔

احمدی عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو واجب العمل نہ سمجھے اس کا ایسا گمان اس کے ایمان کو باطل کرنے والا ہے ۔

احمدی عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ تیرہ صدیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدیاں تھیں ۔ اسی طرح آئندہ صدیاں بھی صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ کی صدیاں ہی رہیں گی ۔ اور ان صدیوں میں صرف وہی دوسروں کو ہدایت دینے کا موجب بنے گا جو پہلے آپ ہدایت یافتہ ہو ۔ یہی مطلب جماعت احمدیہ امام مہدی ؑ کی آمد کا سمجھتی ہے ۔ اور انہی معنوں میں اسے امام مہدی تسلیم کرتی ہے ۔ اگر یہ امام مہدی نہیں تو ہم دیکھیں گے کہ وہ امام مہدی " جنہیں لدھیانوی صاحب جیسے لوگ تسلیم کرنے والے ہوں گے ان کی آمد کے بعد لدھیانوی صاحب صدیوں کی تقسیم کس طرح کریں گے ۔ کیا لدھیانوی صاحب آنے والے امام مہدی کے متعلق بعینہ وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو احمدیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ کیا اس کے آنے کے بعد آئندہ صدیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونگی یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدیاں اسی لمحے اختتام پذیر ہو جائیں گی جس لمحے امام مہدی دعویٰ کریں گے ۔ ظاہر ہے یہ محض گھڑی ہوئی اور جاہلانہ باتیں ہیں اور عقل اور سمجھ سے خالی جاہل کی باتیں ہیں ۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی حیثیت نہیں اور اگر کوئی حیثیت ہے تو پھر ان کے اعتراضوں سے وہ شخص بھی نہیں بچ سکتا جو ان کی دانست میں خدا کی طرف سے بھیجا جائے گا ۔

" عقیدہ نمبر ۳ "

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

" قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے لئے بشیر و نذیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب دنیا کا بشیر و نذیر مرزا غلام احمد ہے "۔

(صفحہ ۱۷)

معزز قارئین ! یہ وہی اعتراض ہے جو لدھیانوی صاحب نے " عقیدہ نمبر ۲ " کے تحت کیا ہے ۔ لیکن محض نمبر شمار بڑھانے کے لئے الفاظ بدل کر وہی بات انہوں نے " عقیدہ نمبر ۳ " کے تحت لکھ دی ہے ۔ اس لئے جو جواب ہم پہلے دے چکے ہیں وہی کافی ہے ۔

" عقیدہ نمبر ۴ "

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ " قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے اب رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد صاحب ہیں "

(صفحہ ۱۷)

یہ بھی وہی اعتراض ہے ۔ صرف اپنی دانست میں نمبر بڑھا رہے ہیں لیکن ساتھ ہی انسانیت کے لحاظ سے اپنے نمبر گراتے جا رہے ہیں ۔ مولوی صاحب ! آپ عجیب و غریب عقل کے مالک ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو رحمۃ للعالمین ؐ کا غلام ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رحمۃ للعالمین بننے کی سچی کوشش کرے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمۃ للعالمین بننے کی کوشش کرے اور اگر وہ اخلاص کے ساتھ کوشش کرے اور اس کوشش میں وہ سچا ثابت ہو تو ظلی اور تمثیلی طور پر رحمۃ للعالمین کہنا ہرگز سنّت ابرار کے مخالف نہیں اور یہ کلمہ کفر نہیں بن جاتا ۔ اور اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا کہ اگر غلامان محمد ؐ میں سے کسی کو رحمۃ للعالمین کہا جائے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلہ اور ہمسر بن جاتا ہے ۔

چنانچہ اولیاء امت میں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کو کئی مرتبہ آیت قرآنی

" وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "

الہام ہوئی ۔ لکھا ہے " حضرت مخدوم (گیسو دراز ۔ ناقل) نے فرمایا کہ حضرت شیخ (نظام الدین ۔ ناقل) فرماتے تھے کہ کبھی کبھی کسی ماہ میرے سرہانے ایک خوب رو اور خوش جمال لڑکا نمودار ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا

" وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "

میں شرمندہ سر جھکا لیتا اور کہتا ، یہ کیا کہتے ہو ۔ یہ خطاب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے ۔ یہ بندہ نظام کس شمار میں ہے جو اس کو اس طرح مخاطب کیا جائے ۔"

(جوامع الکلم ملفوظات گیسو دراز صفحہ ۲۲۶ ، ڈائری روز دوشنبہ ۳۰ شعبان ۸۰۲ ھ)

جہاں تک حضرت نظام الدین ؒ کے عجز کا تعلق ہے ۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ؑ کے بے شمار حوالے اس بات پر گواہ ہیں کہ آپؑ نے بھی ایسے الہامات کی وجہ سے کبھی بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلہ اور ہمسر نہیں سمجھا بلکہ ایسے الہامات کے باوجود ہمیشہ یہی اقرار اور اعتراف کرتے رہے ۔ کہ

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں "

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۸۸)

پھر فرماتے ہیں :-

" یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "

(چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۵۴)

لیکن جناب لدھیانوی صاحب سے بحث یہیں ختم نہیں ہو جاتی ! اب ہم آپ کے پیر و مرشد اور واجب الاحترام بزرگ جناب قاری محمد طیب

از جناب شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کی یہ تحریریں پیش کرتے ہیں ۔ اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے صوفیانہ کلمات واقعی نہایت ہی خطرناک ہتک رسول کا درجہ رکھتے ہیں تو پھر ہتک رسول کرنے والوں کے ساتھ جہاد اپنے گھر سے شروع کریں اور ان بزرگوں کا ناطہ توڑ تعلق قطع کرکے قلع قمع کریں۔ جو یہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت عیسیٰ کو بارگاہ محمدی سے خَلقاً و خُلقاً رتبتاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو نسخوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے"

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۲۹ از قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند پاکستانی ایڈیشن اول مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

نیز اپنے ایک اور بزرگ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا اپنے استاد محترم رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر لکھا ہوا مرثیہ بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں وہ لکھتے ہیں۔

زباں پر اہل اھواء کی ہے کیوں اعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ از مولوی محمود الحسن دیوبندی مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

مزید لکھتے ہیں :-

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ صفحہ ۱۲ ایضاً)

"عقیدہ نمبر ۵"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ممکن ہے اور قادیانی عقیدہ کے مطابق اب صرف مرزا صاحب کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے"

(صفحہ ۱۸)

لدھیانوی صاحب کو ہم کس طرح عقل کی باتیں سمجھائیں معلوم ہوتا ہے کہ عقل ان کے قریب بھی نہیں پھٹکی ہم بار بار سمجھا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی الگ تعلیم کوئی نہیں ہے تمام تعلیم جو آپ نے پیش کی ہے قرآن ہی کی بیان کردہ تعلیم ہے۔ اور ایک نکتہ بھی اس سے باہر نہیں احمدی عقیدہ تو یہ ہے کہ نعوذ باللہ اگر ایک حرف بھی قرآن کریم کے خلاف تعلیم ہو تو ہرگز وہ واجب التعمیل نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ بھی یہی ہے۔

قارئین! ان مولوی صاحب کی عقل کا اندازہ لگائیں کہ ایک طرف انہوں نے کتابیں پڑھ کر اور کھنگال کر چن چن کر اعتراضات کی گٹھلیاں نکالی ہیں اور دوسری طرف ان تمام تحریرات کو قارئین سے چھپائے بیٹھے ہیں جو ان کے اعتراضات کو جھٹلانے والی اور ان کے پھیلائے ہوئے زہر کا تریاق تھا ہیں ۔

نجات حضرت مرزا صاحب کی تعلیم سے وابستہ ہے ۔ یا رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کی ہزارہا تحریریں واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہی ہیں کہ آج نجات کا ایک ہی ذریعہ ہے جو محمد رسول اللہ سے وابستہ ہے۔ چند تحریریں نمونۃً ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں ۔ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھیں کہ اس معترض کی دیانت اور اس کے تقویٰ کا کیا حال ہوگا

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں ۔

"حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائے گا......

خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کرکے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔"

(نور القرآن صفحہ ۴۳ ، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۱۹)

فرمایا ۔

"نجات اپنی کوشش سے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے ہوا کرتی ہے اس فضل کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا جو قانون ٹھہرایا ہوا ہے ۔ وہ اسے کبھی باطل نہیں کرتا وہ قانون یہ ہے کہ

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۱)

فرمایا۔ "اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں ۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلمانی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے۔ جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے۔ اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے"

(براہین احمدیہ طبع اول حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۶۷)

لدھیانوی صاحب! مرزا صاحب جو مہدی معہود اور مسیح موعود ہونے کے دعوے دار ہیں ان پر اعتراض کرنے سے پہلے ذرا اس طرف بھی توجہ فرمائیں کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جنہیں آپ کا دیوبندی فرقہ ایک بزرگ ولی اللہ بلکہ مجدد تسلیم کرتا ہے انہوں نے کئی بار فرمایا ۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر"

(تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۷ ، مولفہ عاشق الٰہی میرٹھی ، مطبوعہ شمس المطابع و عزیزیہ المطابع و نامی پریس و ارلی پریس میرٹھ)

فرمائیے جناب لدھیانوی صاحب آپ رشید احمد گنگوہی صاحب کو جب تک دائرہ اسلام سے خارج کرکے واپس نہیں آتے اس وقت تک آپ کو احمدیوں پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن آپ سے زیادہ تو ہم آپ کے اس بزرگ سے عدل کا سلوک کرتے ہیں ۔ اور آپ کی طرح ان پر چڑھ دوڑنے کی بجائے ان پر حسن ظن سے کام لیتے ہیں ۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب صوفیانہ باتیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور غلامی میں انہیں یہ سب کچھ نصیب ہو رہا ہے ۔ نہ کہ رسول اللہ کے بالمقابل یا مخالف طور پر ۔ لیکن آپ چونکہ حسن ظن کے قائل نہیں ہیں اس لئے واجب ہے کہ رشید گنگوہی صاحب پر بھرپور حملہ کریں اور جب تک ان کے ذکر کو صفحہ ہستی سے مٹا نہ لیں احمدیت کی طرف متوجہ ہونے کی آپ کو چنداں ضرورت نہیں ہے ۔

اعلان برائے ریزرویشن

"سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منعقدہ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں شمولیت کے خواہش مند دوست اگر قادیان سے واپسی کا ریزرویشن کروانا چاہتے ہوں وہ اپنے کوائف مع ساتھ کرایہ سفر کی رقم دفتر خدام الاحمدیہ بھارت یہاں فوری ارسال فرمادیں ۔ تا بروقت ان کے لئے ریزرویشن کروایا جا سکے۔ واضح رہے کہ کرایہ کی رقم کوائف کے ہمراہ نہ موصول ہونے کی صورت میں واپسی ریزرویشن نہیں کروایا جائے گا۔"

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

واقفین نو بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی دھیان کریں۔ ان کی صحت اچھی رکھیں۔

منقولات .... بقیہ صفحہ (۲)

کی طرف سے بے نظیر بھٹو کو کافر قرار دینے پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مولانا نیازی مفتی نہیں ہیں۔ انہوں نے فتوے صادر کر کے اناڑی پن کا ثبوت دیا ہے۔ ہم نے جب بھی فتوے دیا اسے کبھی واپس نہیں لیا۔ ہم نے تو مفتی کا 2 برس کا کورس بھی کر رکھا ہے۔ مگر خود کو کبھی مفتی نہیں کہلوایا۔ مولانا نیازی تو مفتی بھی نہیں ہیں اور نہ ہی وہ عالم فاضل ہیں مولانا نیازی نے کہا بے نظیر بھٹو کے خلاف جو فرد جرم عائد کی ہے وہ غلط اور بے بنیاد ہے مولانا نورانی نے موجودہ حکمرانوں پر یہ سنگین الزام لگایا کہ وہ تو قرآن شریف کو بھی بدل دینے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔

اسی دوران مولانا نیازی اور بے نظیر بھٹو کے درمیان کافر کے نام پر چل رہی لفظی جنگ کو سامنے رکھ کر سرحدی گاندھی مرحوم خان عبد الغفار خان کے پٹھان بیٹے خان عبد الولی خان نے سمجھاؤ پیش کیا ہے کہ پاکستان کی تمام پارٹیاں 3 سال کے لئے سیاسی سرگرمیاں معطل کر دیں ورنہ دوبارہ مارشل لا آجائے گا۔

(ہند سماچار جالندھر ۲۲ اگست ۱۹۹۲ء)

نیازی نے بے نظیر بھٹو کو کافر قرار دے دیا

بے نظیر حامی و مخالف مولاناؤں کے درمیان بحث چھڑ گئی

میں کٹ سکتی ہوں مولاناؤں کے سامنے جھکنے والی نہیں: بھٹو

چنڈی گڑھ 20 اگست (خاص نامہ نگار) پاکستان کے مذہبی معاملات کے انچارج وزیر مولانا عبد الستار خان نیازی اور ان کے ساتھی کئی مولاناؤں کی طرف سے سابق پردھان منتری بیگم بے نظیر بھٹو کو کافر قرار دینے کے بارے جو فتوے صادر کیا گیا ہے اسے پیپلز پارٹی کے حمایتی کچھ مولانوں نے کھلے عام چیلنج کیا ہے۔

نوائے وقت کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کے لیڈر مولانا پیر سید احمد شاہ گجراتی نے کہا ہے کہ مولانا نیازی بے نظیر کو کافر ثابت کریں ورنہ مسلم روایات کو سامنے رکھ کر کیوں نہ اس مولانا کو ہی سب سے بڑا کافر قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کیلئے بہتر یہی ہے کہ وہ کافر کے فتوے کو عدالت میں ثابت کریں ورنہ ہمارے جیسے لوگوں کو میدان میں کود کر مولانا نیازی کو مسلم روایات کے مطابق سزا دلا کر قومی اسمبلی کی ممبری سے نااہل قرار دلانا پڑے گا۔

سید احمد شاہ نے مولانا نیازی پر بھرپور سیاسی حملہ کرتے ہوئے یہ دلچسپ انکشاف کیا کہ "اس مولانا نے دیدہ دانستہ شادی کرانے سے گریز کیا۔ ایسے شخص کے متعلق اللہ کا فرمان ہے کہ وہ میری اُمت سے نہیں"۔

انہوں نے کہا کہ بے نظیر بھٹو اور ان کے ساتھی مسلمان ہیں وہ قرآن سنت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور اسے سپریم قانون مانتے ہیں۔ ادھر مولانا نیازی نے اپنے آپ کو اکیلا پا کر نیا سٹینڈ لیا ہے کہ میں نے بے نظیر بھٹو کو اسلام کے دائرہ سے خارج قرار دینے کی بات نہیں کی میں نے تو شرعی عدالت کو تسلیم نہ کرنے پر بے نظیر بھٹو کے ریمارکس کی مذمت کی تھی۔ میں نے نہیں بلکہ دوسرے علماء نے انہیں کافر قرار دیا تھا۔

مولانا نیازی کا کہنا ہے کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ اسلام کے خلاف بات کرنا غداری ہے۔ یاد رہے کہ کچھ دن پہلے مولانا نیازی نے دھمکی بھرے لہجہ میں کہا تھا بے نظیر ایک، دو دن تک معافی مانگ لیں ورنہ انہیں اللہ کے قہر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یہاں ہی یہ بس نہیں پاکستان کے ایک پنجابی وزیر پرویز الٰہی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ بے نظیر بھٹو نے خدا کے قہر کو آواز دی ہے۔ اور انہوں نے اسلامی دشمن طاقتوں کی ترجمانی کی ہے۔ ادھر بے نظیر نے لاہور میں بڑے ڈھول ڈھمکے کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ میں نے شرعی عدالت بارے جو سٹینڈ لیا ہے اس کے ایک ایک لفظ پر قائم ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ظالموں کا دور ختم نہیں ہوا میں تو موجودہ حاکموں اور مذہبی مولانوں کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک اور دھکا دینے کے لئے آگے آئی ہوں۔ میں میدان سے بھاگنے والی نہیں۔ میں کٹ مروں گی لڑ مروں گی اور ظالموں کو چھوڑوں گی نہیں۔ میں ذوالفقار علی بھٹو کی بیٹی ہوں۔ مولانا کان کھول کر سن لیں کہ میں ان کے آگے جھکنے والی نہیں۔

(روزانہ ہند سماچار جالندھر ۲۱ اگست ۱۹۹۲ء)

شادی کے دعوت نامہ پر اسلامی الفاظ لکھنے پر احمدیہ پریوار گرفتار

ننکانہ صاحب میں واقعہ، 8 ملزمین میں 9 ماہ کا بچہ بھی شامل

امرتسر 29 اگست (پی ٹی آئی) لاہور سے 45 کلومیٹر کے فاصلہ پر ننکانہ صاحب میں پاکستانی پولیس نے ایک احمدیہ پریوار کے آٹھ ممبران کو اس لئے گرفتار کر لیا ہے کہ انہوں نے شادی کے کارڈ پر اسلامی الفاظ استعمال کئے۔ یہ اطلاع آج ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں احمدیہ فرقہ کے ہیڈ کوارٹرز کی طرف سے جاری کردہ ایک پریس نوٹ میں دی گئی ہے۔ انجمن احمدیہ کی پریس کمیٹی کے سیکرٹری نے کہا ہے کہ دو برقعہ پوش عورتوں اور ایک 9 ماہ کے بچہ سمیت اس پریوار پر الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے ایک لڑکی کی شادی پر جاری کردہ دعوتی کارڈ پر بسم اللہ اور دیگر اسلامی الفاظ لکھے۔ 9 ماہ کے بچہ شاہ رُخ سکندر کا نام بھی بھٹانہ کی ماہ مئی میں درج کردہ رپٹ میں اس لئے شامل کیا گیا کہ اس کا نام بھی مہمانوں کو شادی میں شمولیت کی دعوت دینے میں شامل تھا۔

ایک غیر احمدیہ جوڑے نے دُلہن کے باپ مرزا نصیر احمد کے لئے یہ شادی کارڈ کا ڈیزائن تیار کیا تھا اور اس کا نام شادی میں شمولیت کی دعوت دینے والوں میں بھی شامل تھا۔ اسے بھی ملزم بنایا گیا ہے۔

شادی ۵ مئی کو ہوئی مقدمہ دوسرے دن درج کر لیا گیا اور گرفتاریاں ۷ مئی کو کی گئیں۔ مگر لاہور ہائیکورٹ نے ان کی انترم ضمانت منظور کر لی۔

رپٹ ان دفعات کے تحت درج کی گئی ہے 295 الف (کسی مذہب کی بے ادبی کے ارادہ سے عبادت گاہ کو ناپاک کرنا) 295 ب (پیغمبر کے تئیں کفر تولنا) اور 298 ج (جان بوجھ کر مذہبی جذبات مجروح کرنا۔ ان دفعات کے تحت زیادہ سے زیادہ سزا بالترتیب دو سال قید سزائے موت اور دو برس کی قید ہے۔

انجمن نے کہا ہے کہ احمدیوں کے مطابق مذہب اور ضمیر کے معاملے میں کسی پر جبر کرنا اخلاق کے خلاف ہے اور ناجائز ہے۔ پاکستانی پولیس کی یہ کارروائی ہر فرد کے بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔

(روزانہ ہند سماچار جالندھر ۳۰ اگست ۱۹۹۲ء)

موضع بھام اور گدلی میں مساجد کی تعمیر نو کا آغاز بقیہ صفحہ اوّل

تین دیگر عہدیداران کے ساتھ بذریعہ کار بھام گئیں مسجد کے قریب شامیانہ لگا کر معززین کے بیٹھنے نیز ٹھنڈے اور شیریں مشروب کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ تقریب سنگِ بنیاد کی کارروائی محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے۔ صدر مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ کی زیر صدارت مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ بعدہٗ مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب اور مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل سینئر سیکرٹری نے جماعتِ احمدیہ اور اس کے زیر اہتمام منعقد کی جا رہی سنگِ بنیاد کی اس تقریب کی غرض و غایت بیان کی۔ اور اس کارِ خیر میں گاؤں کے عوام و خواص کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے جواب میں سردار گرمکھ سنگھ صاحب سرپنچ اور سردار درشن سنگھ صاحب نمبردار نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ نے مسجد کی تعمیرِ نو کا جو نیک کام شروع کیا ہے ہم سب بھام نواسی اس پر دل کی گہرائیوں سے خوش ہیں۔ ہم اس کام کی تکمیل میں آئندہ بھی ہر ممکن تعاون کرتے رہیں گے۔ صدارتی خطاب میں صدر صاحب نے اپنے تمام بھام نواسی معززین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جماعت کی طرف سے ان کے حق میں نیک خواہشات کا اظہار فرمایا اور دُعا کرائی۔ ازاں بعد مندرجہ ذیل ترتیب سے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

۱۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب صدر مجلس وقفِ جدید
۲۔ 〃 حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت
۳۔ 〃 چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید
۴۔ 〃 منیر احمد صاحب ناظر امور عامہ
۵۔ 〃 خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقفِ جدید۔
۶۔ 〃 منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
۷۔ 〃 معراج سلطانہ صاحبہ قائم مقام صدر لجنہ اماء اللہ قادیان
۸۔ 〃 سردار کندن سنگھ صاحب سرپنچ موضع بھام۔
۹۔ 〃 چوہدری بدر الدین صاحب عامل سابق نائب ناظم وقفِ جدید
۱۰۔ 〃 مولوی عطاء اللہ خان صاحب انچارج ٹریننگ معلمین کلاس
۱۱۔ 〃 نھتو محمد صاحب، موضع بھام
۱۲۔ 〃 مختار احمد صاحب 〃 〃
۱۳۔ 〃 منشی محمد صاحب 〃 〃
۱۴۔ 〃 نذیر احمد صاحب 〃 〃
۱۵۔ 〃 ڈاکٹر طارق احمد صاحب سینئر میڈیکل آفیسر احمدیہ شفاخانہ
۱۶۔ مکرم مستری محمد دین صاحب نگران تعمیر مسجد
۱۷۔ 〃 سعادت احمد صاحب جاوید نائب ناظر امور عامہ
۱۸۔ 〃 منصور احمد صاحب تسیمہ نائب ناظر تعمیرات۔
۱۹۔ 〃 جلیل اقبال صاحب چیمہ انچارج دفتر علیا۔
۲۰۔ 〃 مقام اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید
۲۱۔ 〃 سردار بلونت سنگھ صاحب بھام
۲۲۔ 〃 سردار بیگا سنگھ صاحب بھام
۲۳۔ 〃 وقاص احمد ولد ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔
۲۴۔ 〃 ظہیر احمد صاحب خادم
۲۵۔ 〃 سردار درشن سنگھ صاحب نمبردار بھام
۲۶۔ 〃 سردار برکت سنگھ صاحب 〃
۲۷۔ 〃 〃 بلونت سنگھ صاحب 〃
۲۸۔ 〃 〃 گیانی سکھ سنگھ صاحب 〃
۲۹۔ 〃 مسماۃ بادی صاحبہ 〃
۳۰۔ 〃 سردار دلبیر سنگھ صاحب 〃
۳۱۔ 〃 نصیب کور صاحبہ 〃
۳۲۔ 〃 کونت کور صاحبہ 〃
۳۳۔ 〃 ہربنس کور صاحبہ 〃
۳۴۔ 〃 سردار بلوندر سنگھ صاحب 〃
۳۵۔ 〃 شریمتی موہنا شاہ جی 〃
۳۶۔ 〃 سردار دیو سنگھ صاحب نمبردار 〃
۳۷۔ 〃 بشریٰ طاہرہ صاحبہ چیمہ ممبر لجنہ اماء اللہ قادیان
۳۸۔ 〃 عطیۃ العلیم ناصرہ صاحبہ 〃 〃 〃
۳۹۔ 〃 امۃ الہادی صاحبہ 〃 〃 〃
۴۰۔ 〃 امینہ بخت ولد احمد صاحب بھام
۴۱۔ 〃 بشیر محمد صاحب 〃
۴۲۔ 〃 دلاور خان صاحب قادیان۔
۴۳۔ 〃 عبد الحق صاحب معلم وقفِ جدید قادیان
۴۴۔ 〃 سید صلاح الدین صاحب انسپکٹر وقفِ جدید 〃
۴۵۔ 〃 عبد العزیز صاحب اصغر 〃
۴۶۔ 〃 مبارک احمد صاحب بابو 〃
۴۷۔ 〃 عبد اللطیف صاحب 〃
۴۸۔ 〃 بشیر الدین صاحب 〃
۴۹۔ 〃 سید سہیل احمد صاحب 〃
۵۰۔ 〃 سید منصور احمد صاحب 〃
۵۱۔ 〃 جانو مسیح صاحب عیسائی بھام
۵۲۔ 〃 مسماۃ جانی صاحبہ 〃 〃

اس کے بعد (ان) پر حاضر کم و بیش ۱۶ افراد نے بھی بنیاد میں اپنی طرف سے اینٹ رکھی۔ اس طرح ہر طبقہ خیال کے افراد ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ احمدی، مرد عورت، بچے سب ہی اس تقریب سعید میں شامل ہوئے۔ آخر پر محترم ملک صلاح الدین صاحب نے پر سوز دعا کرائی جس کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ گرام پنچایت بھوم کے سرپنچ صاحب و ممبران اور دیگر گاؤں کے سرکردہ افراد کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے گورمکھی تعارفی لٹریچر اور شیرینی پر مشتمل تحائف خوبصورت پیکٹوں کی شکل میں پیش کئے گئے۔ جو سب نے بڑے احترام اور خوشی کے ساتھ قبول کئے۔

تقریب سنگِ بنیاد مسجد احمدیہ گدلی (ضلع امرتسر)

موضع گدلی، امرتسر سے جالندھر جانے والی لائین دسٹرک پر امرتسر سے ایک سٹیشن آگے جالندھر کی جانب جنڈیالہ گورو سے جانب شمال گہری منڈی سے مہتہ امرتسر روڈ کو ملانے والی لنک روڈ پر واقع ہے۔ قادیان سے گدلی جانے کیلئے قادیان سے اس کا فاصلہ ۶۵ کلومیٹر ہے۔ یہ ایک اچھا خاصہ بڑا گاؤں ہے۔ تقسیم ملک سے قبل بھی اس کی غالب آبادی غیر مسلم افراد پر مشتمل تھی۔ چند گھر مسلمانوں کے تھے مگر وہ بھی زمیندار نہ تھے۔ بلکہ پیشہ ور افراد تھے جیسے لوہار۔ بڑھئی۔ تیلی۔ کمہار۔ جولاہے وغیرہ۔ تقسیم ملک کے وقت ان میں سے سوائے دو گھروں کے باقی سب پاکستان نقل مکانی کر گئے۔ دو بھائی جن کا تعلق مٹی کے برتن بنانے کے فن سے تھا یہاں مقیم رہ گئے۔ جوں جوں وقت گزرا ایک بھائی جو بڑا تھا اس کی اولاد تلاش معاش میں بھوگ پور ضلع ہوشیار پور میں منتقل ہو گئی۔ ایک بھائی جو گدلی میں مقیم رہا اس کا نام سدھو ہے اب تک بقید حیات ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے چار لڑکے اور دو لڑکیاں دیں۔ بڑا لڑکا شیر دین دوسرا مہر دین تیسرا منگل دین چوتھا رولدو دین۔ ان سب کی اولاد ہو کر اس ایک گھر کے اب پانچ گھر ہو گئے ہیں اور مرد و زن و بچوں کی تعداد ۲۵ ہے۔

سنہ ۱۹۸۳ء میں جب حفاظت قادیان میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمان پر سرگرم تبلیغ کا آغاز ہوا تو موضع ڈھلواں میں ایک وفد تبلیغ کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ گدلی سے منگل دین صاحب بھی اپنے سسرال ڈھلواں میں آئے ہوئے تھے۔ ان کی خوشدامن مائی ملاں، ان کے دونوں بیٹوں اور منگل دین صاحب نے بھی بیعت کر لی۔ اس طرح گدلی میں پہلا احمدی ہونے کا شرف منگل دین صاحب کو حاصل ہوا۔ منگل دین صاحب بمبئی میں محنت مزدوری کے لئے مع اہل و عیال چلے گئے۔ اور کئی سال تک واپس نہیں آئے۔ اور اس عرصہ میں قادیان سے بھی گدلی کے لئے وفد نہیں جا سکا۔ کیونکہ ابتدائی تین سالوں میں مضافات قادیان میں تبلیغ کا دائرہ ۳۰ سے ۵۰ کلومیٹر تک تھا اور یہ گاؤں اس سرکل سے باہر تھا۔ منگل دین صاحب جب بمبئی سے پھر پنجاب چلے آئے تو پھر ان کی قادیان میں آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ان کے بڑے بھائی شیر دین صاحب اور چھوٹے بھائی رولدو دین صاحب نے قادیان میں بیعت کی۔ آخر پر مہر دین صاحب اور بوٹا صاحب بھی بیعت میں داخل ہوئے۔ اور تین سال قبل ان کے والد صاحب بھی قادیان آکر بیعت سے مشرف ہوئے۔

سال رواں کے شروع میں گدلی کے احمدی افراد کے اصرار پر وہاں ایک معلم کو متعین کیا گیا۔ مکرم سلیم خان صاحب معلم نے وہاں مقرر ہونے کے بعد یہ محسوس کیا کہ ان احمدی افراد کے گھروں میں کسی کے پاس بھی وافر مکانیت نہیں ہے۔ جہاں سب لوگ نمازوں اور درس و تدریس کے لئے جمع ہو سکیں لہذا ایک مسجد کا ہونا از بس ضروری ہے۔ وہاں کے مقامی احمدی افراد نے بھی اس ضرورت کا احساس کیا اور اس غرض کے لئے بغرض مشورہ قادیان آئے۔

گدلی میں مسجد کی سفید جگہ قریب سوا مرلہ (گیارہ سرساہی) موجود تھی جو منگل دین صاحب اور رولدو دین صاحب کے گھر کے عین سامنے افتادہ پڑی تھی۔ باقی تینوں احمدی گھر بھی اس جگہ کے بالکل قریب ہیں۔ تجویز ہوا کہ اس جگہ کے ساتھ ملتی ہوئی اگر کچھ اور زمین مل جائے تو یہاں مقامی ضروریات کے مطابق مسجد تعمیر ہو سکتی ہے۔ ساتھ والی جگہ ایک جاٹ کی تھی اس سے آگے کچھ سفید زمین شاملات کی پڑی تھی جس پر مقامی پنچایت کا قبضہ و تصرف تھا۔ جس جاٹ کی زمین مسجد کی زمین کے ساتھ لگتی تھی وہ پانچ ہزار روپے فی مرلہ مانگ رہا تھا۔ لہذا طے پایا کہ موقع پر مرکزی وفد جا کر معاملہ طے کرے۔ چنانچہ قادیان سے خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقف جدید۔ مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب انچارج دفتر زائرین۔ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم اور مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل سابق نائب ناظم وقف جدید اور محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ قائمقام صدر لجنہ اماء اللہ قادیان۔ محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ نائب سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ قادیان۔ موضع گدلی گئے۔ عزیز عبد الحق صاحب معلم وقف جدید کو ایک روز پہلے ہی گدلی بھجوا دیا گیا تھا۔ عزیز عبد الحق صاحب اور مقامی احمدی افراد نے کوشش کر کے سرپنچ و دیگر ممبران پنچایت نمبردار و دیگر معززین دیہہ کو دعوت دی ہوئی تھی۔ وفد وہاں پہنچا تو مزید کئی افراد جمع ہو گئے اور میٹنگ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب نے پنجابی زبان میں جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ ازاں بعد مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل نے وفد کی آمد کی غرض و غایت بیان کی۔ پھر مقامی سرپنچ صاحب نے گاؤں کی طرف سے بعد مشورہ اس گاؤں میں خانۂ خدا کی تعمیر کے منصوبے کا خیر مقدم کیا اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ اور کہا کہ جگہ واقعی کم ہے ساتھ والی زمین کا مالک آج گاؤں میں نہیں ہے وہ ایک دو روز میں آجائے گا تو ہم اس کو راضی کر کے اس کو اپنی پنچایت کی زمین سے متبادل جگہ دے کر اس کے ساتھ لگتی ہوئی زمین مسجد میں شامل کر کے کل رقبہ مسجد کی زمین کا ۵ مرلہ پورا کر دیں گے۔ چنانچہ دو روز بعد مکرم محمد سلیم صاحب معلم متعینہ گدلی نے آکر اطلاع دی کہ پنچایت نے جگہ کی تعیین کر دی ہے۔

مورخہ ۱۲ ؍ ۹ ؍ ۹۲ کو خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقف جدید۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل اور مکرم مستری محمد دین صاحب پر مشتمل ایک وفد پھر گدلی گاؤں گیا اور موقع پر جائزہ لیا۔ پنچایت نے پانچ مرلہ زمین پوری کر دی ہوئی تھی۔ کمپاس سے قبلہ کی تعیین کر کے مقامی افراد کو اس کے مطابق بنیادیں کھودنے کی نشاندہی کر کے وفد واپس آگیا۔ مورخہ ۱۷ ؍ ۹ ؍ ۹۲ کو بنیادیں تیار ہو جانے پر قادیان سے مزدا وین کے ذریعہ سے خدام کی ایک اچھی تعداد موضع گدلی گئی۔ ایک کار اور موٹر سائیکلوں کے ذریعہ سے بھی احباب جماعت قادیان سے گدلی میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھے جانے کی تقریب میں شامل ہونے کی غرض سے گئے۔ مقامی افراد نے قادیان سے گئے افراد کے بیٹھنے کیلئے شامیانہ لگا کر کرسیوں کا انتظام کیا ہوا تھا۔ گرمیوں کی مناسبت سے ٹھنڈے مشروب کا بھی انتظام تھا۔ کھانا پکوانے کی تیاری بھی تھی۔ قادیان سے جاتے ہوئے لنگر خانہ سے ۲۰۰ روٹیاں اور آلو کا سالن بھی ساتھ تیار کرا لیا گیا تھا تا احباب کی کثرت کی وجہ سے مقامی غریب احمدی جماعت پر زیادہ بار نہ پڑے۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر مسلم افراد بھی بنیاد رکھے جانے کی تقریب پر جمع تھے۔ یہ تقریب زیر صدارت محترم ملک صلاح الدین صاحب صدر مجلس وقف جدید۔ مکرم سید صباح الدین صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ مکرم حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ بعد میں سردار بچن سنگھ صاحب سرپنچ گدلی اور سردار مہیندر سنگھ صاحب نمبردار نے اپنی تقاریر میں کہا کہ گدلی میں مسجد احمدیہ کی تعمیر ہم سب کے لئے خوشی کا موجب ہے۔ ہم اس کی تعمیر میں ہر ممکن تعاون دیں گے۔ آخر میں محترم ملک صلاح الدین صاحب صدر مجلس وقف جدید نے مختصر صدارتی خطاب کیا بعد دعا کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور مندرجہ ذیل ترتیب سے سنگ بنیاد رکھا گیا:-

محترم ملک صلاح صاحب صدر مجلس وقف جدید۔ محترم حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال خرچ۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ۔ خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقف جدید۔ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ قائمقام صدر لجنہ اماء اللہ قادیان۔ محترمہ تاج بی بی صاحبہ اہلیہ مہر دین صاحب گدلی۔ محترمہ لچھی صاحبہ اہلیہ محمد بوٹا صاحب گدلی۔ محترمہ پروین صاحبہ اہلیہ رولدو صاحب گدلی۔ محترم چوہدری بدر الدین صاحب عامل۔ مکرم محمد لطیف صاحب نائب ناظر بیت المال خرچ۔ مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ۔ مکرم شیر دین صاحب گدلی۔ مکرم مہر دین صاحب گدلی۔ مکرم منگل دین صاحب گدلی۔ مکرم رولدو دین صاحب گدلی۔ مکرم مستری محمد دین صاحب قادیان۔ مکرم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب قادیان۔ مکرم غلام قادر صاحب ڈار قادیان۔ سردار گوربچن سنگھ صاحب سرپنچ گدلی۔ سردار جاگیر سنگھ صاحب گدلی۔ سردار مہیندر سنگھ صاحب نمبردار گدلی۔ سردار دلیپ سنگھ صاحب گدلی۔ سردار دریا سنگھ صاحب سردار بلوندر سنگھ صاحب گدلی۔ سردار موہن سنگھ صاحب گدلی۔ سردار پرگٹ سنگھ صاحب۔ مسماۃ جوگندر کور صاحبہ۔ مسماۃ مہندر کور صاحبہ۔ مسماۃ ... کور صاحبہ مسماۃ کشو صاحبہ۔ سردار گیانی چرن سنگھ صاحب۔ مسماۃ سورن کور صاحبہ۔ مسماۃ امر کور صاحبہ۔ پرکاش کور صاحبہ۔ (گدلی) — مکرم محمد اکرم صاحب قادیان۔ مسماۃ ... گدلی۔ عزیز وقاص احمد نواسہ ملک صلاح الدین صاحب قادیان۔ مسماۃ نمسکو عیسائی گدلی۔ مکرم فضل محمد صاحب ابن شیر دین صاحب گدلی۔ عزیز عرفان احمد پوتا مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف۔ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم قادیان۔ مکرم سلیم احمد خان صاحب معلم گدلی۔ مکرم ... صاحب قادیان۔ مکرم عبد القدوس صاحب معلم راجستھان۔ مکرم رشید احمد صاحب فوٹو گرافر قادیان۔ مکرم سید سہیل احمد صاحب قادیان۔ مکرم سید صباح الدین صاحب قادیان۔ مکرم عبد الرحیم صاحب زیر ٹریننگ معلم۔ مکرم منیر الدین صاحب قادیان۔ مکرم عبد الحق صاحب معلم۔ عزیز حامد احمد (بچہ) قادیان۔ مکرم بشارت احمد صاحب ابن حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل۔ مکرم حبیب احمد صاحب قادیان۔ مکرم رضوان احمد صاحب قادیان۔ مکرم عبد الولی صاحب قادیان۔ مکرم فرید احمد صاحب قریشی۔ مکرم سید محمد صاحب پونچھی قادیان۔ مکرم غلام احمد صاحب نسیم قادیان۔ مکرم مستری محمد احسن صاحب قادیان۔ مکرم نثار احمد صاحب گدلی۔ مکرم منیر احمد صاحب گدلی۔

بنیاد رکھے جانے کے بعد صدر صاحب نے پر سوز دعا کرائی۔ ازاں بعد تمام حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور گاؤں کے سرپنچ و ممبران پنچایت اور سرکردہ افراد کی خدمت میں جماعت کے گورمکھی تعارفی لٹریچر اور شیرینی پر مشتمل خوبصورت پیکٹ تحفۃً پیش کئے گئے۔ قادیان سے ساتھ لے جایا ہوا کھانا بالاحسن طریق وقت تمام حاضرین کو کھلایا گیا۔ مقامی افراد نے بھی خلطا تیار کر لیا تھا۔ وہ بھی تقسیم کیا گیا۔ اور آخر پر چائے سے تواضع کی گئی۔ الحمد للہ کہ یہ تقریب نہایت کامیابی سے انجام پائی۔ اب مسجد کی تعمیر کا کام پورے زور سے شروع ہے۔ مقامی گدلی کے افراد ہندو سکھ بھائی بھی اب تک تعمیر مسجد کے لئے قریباً سات ہزار روپے عطیہ دے چکے ہیں۔ مزید چاول کی فصل پر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

قارئین کی خدمت میں ان ہر دو مساجد کے جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچنے کے غیبی اسباب مہیا ہونے اور ان کے بعد مرحلہ وار مزید مساجد کی تعمیر کی توفیق پانے کے لئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔

درخواستِ دعا

خاکسار کی والدہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں شوگر۔ ہائی بلڈ پریشر اور دل کی بیماری کافی پریشان کن ہے۔ جس کی وجہ سے حالت کافی تشویشناک ہو جاتی ہے والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر اور بیماری سے شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(اعانتِ مسجد دس روپے)

(سراج احمد سراج۔ پرولیہ

بھاگلپور۔ بہار)

وِلادتیں

● — میری سب سے چھوٹی لڑکی حسینہ رفعت اہلیہ مکرم سلیم احمد ناصر صاحب آف جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے ۲۵ جون ۱۹۹۲ء کو پہلا بیٹا عطا کیا ہے جس کا نام عدیل احمد ناصر تجویز کیا گیا ہے۔ میرا نواسہ "وقفِ نو" کے تحت وقف ہے۔ بچہ کی صحت و تندرستی اور صالح و خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے (اعانتِ بدر دس روپے)۔ (ہاجرہ بیگم اہلیہ مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم)

● — اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو پہلی بیٹی کے بعد بتاریخ ۹۲-۸-۸ بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "ثمر جمیل احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ضیاء العارفین صاحب (مرحوم) کا پوتا اور مکرم ناصر احمد صاحب جمشید پور کا نواسہ ہے۔ بچے کے نیک، صالح اور خادمِ دین ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (سراج احمد سراج - برہ پورہ بھاگلپور - بہار)

● — ۱۴ راگست بروز جمعہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے عزیز سید فیروز الدین انسپکٹر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام "امۃ الکریم" تجویز کیا گیا ہے۔ عزیزہ مکرم سید بدرالدین صاحب مرحوم قادیان کی پوتی اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش قادیان کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ نومولودہ کو صحت، تندرستی والی درازیٔ عمر عطا فرمائے اور صالحہ و خادمۂ دین بنائے (اعانتِ بدر دس روپے)

(نور النساء اہلیہ سید بدرالدین صاحب مرحوم قادیان)

● — مکرم منگل دین صاحب صدر جماعتِ احمدیہ موضع گدلی (ضلع امرتسر) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عرصہ قریباً گیارہ سال بعد دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ مگر زچگی کے بعد سے ان کی اہلیہ اور نومولود مسلسل بیمار میں مبتلا ہیں۔ قارئین کی خدمت میں زچہ و بچہ کی کامل و عاجل شفایابی اور نومولود کے نیک صالح و خادم ہونے کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ناظم وقفِ جدید قادیان)

درخواستِ دُعا

محترمہ عائشہ بی خانہ پوری صاحبہ آف بیلگام کرناٹک ستر ہزار روپے کی ایک رقم برائے تعمیر مساجد بذریعہ انجمن تحریکِ جدید و بذریعہ انجمن وقفِ جدید بھجواتے ہوئے تمام احباب جماعت سے اپنی اس حقیر قربانی کی قبولیت اور اپنی صحت و سلامتی اور انجام بالخیر ہونے کیلئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

ٹنڈر سپلائی گوشت

جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء کے موقعہ پر گوشت سپلائی کرنے کے لئے ٹنڈر مطلوب ہیں۔ خواہشمند احباب اس سلسلہ میں دفتر افسر جلسہ سالانہ سے رابطہ قائم کر کے شرائط و کوائف معلوم کر کے ٹنڈر دے سکتے ہیں۔ تفصیلات معلوم کرنے کی آخری تاریخ 15 - اکتوبر 1992ء ہے۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان۔
PHONE:-04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS, EXPORTERS, IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE. ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:-91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF:- 6378622 RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY---800099.

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS,
۱۶- میسنگو لین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی ﷺ
بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ
(بزرگوں کی تعظیم کرو)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
— (کشتی نوح) —
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
— (پیشکش) —
بانی پولیمرز۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکز احمدیت قادیان میں

مجلس انصار اللہ بھارت کا ۱۳ تیرھواں

سالانہ اجتماع

اپنی مخصوص روایات کے ساتھ ۱۳-۱۴-۱۵/اخاء (اکتوبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بروز بدھ-جمعرات-جمعہ منعقد ہو رہا ہے

"مجالس کی سو فی صد نمائندگی ہونی چاہیے"

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

الداعی: صدر مجلس انصار اللہ بھارت - قادیان